

رجسٹرڈ ایلمنبر ۲۶۵

ششمین ماهی ریشما
الاکام

مقالات
بھیرو (پنجاب)
چند سالانہ
(ع)
دو روپیہ

جولائی ۱۹۳۱ء

مدیر
ظہور احمد بکوی

مسادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشانیت والظہیت فخر العلماء قدوة السالکین
زبدۃ العارفین امام العاشقین مولانا حاج محمد زکریا نورانی مدظلہ

اغراض و مقاصد

۱، اندرونی و بیرونی محلوں سے اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ و اشاعت اسلام
۲، اصلاح رسوم، احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔

قواعد و ضوابط

۱، رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ مگر جو صاحب پانچ روپیہ یا اس سے
زیادہ رقم فیض اعانت ارسال فرمائیں گے۔ وہ معاون خاص مقرر ہونگے۔ ایسے
حضرت ائمہ اسماء گرامی شکر یکے ساتھ درج رسالہ ہوا کریں گے۔

۲، غریب مفلس اشخاص اور طلباء کیلئے دعائیہ قیمت ڈیڑھ روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
۳، عہدہ ان حرب الانصار اور حرب الانصار کے معاونین کی خدمت میں رسالہ بلا معاوضہ
بھیجا جائیگا۔ چندہ ممبری کم از کم چار آنہ ماہوار مقرر ہے۔

۴، جو صاحب کم از کم پانچ خریداروں کے وہ معاونین میں شمار ہونگے۔ اور ان کی
خدمت میں ان کی خواہش پر ایک سال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا۔

۵، بذریعہ وی بی ارسال کرنے پر ہم زیادہ ترچہ ہوتے ہیں۔ نیز بعض اصحاب وی بی
دائیں کرتے ہیں۔ اسلئے دفتر کا نقصان ہوتا ہے۔ لہذا جملہ خریداران زر چندہ بذریعہ
مٹی آرڈر ارسال فرمایا کریں۔

۶، نمونہ کا چھپہ ہر کے ٹکٹ آنے پر ملے گا۔ مفت نہیں بھیجا جائے گا۔

۷، رسالہ ہر انگریزی ماہ کی ۲۰ تاریخ کو بھرے ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ چونکہ
رسائل کے چھپوں کی آج کل کثرت ہے۔ اسلئے جس صاحب کو نہ ملے وہ یکم سے پہلے
اطلاع میں۔ ورنہ دفتر ذمہ نہ ہوگا۔ جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام

مینجر مسلم شمس الدین اسلام بھر (پنجاب) دھونی چاہئے



شمس السلام

ماہنامہ

بھیکرہ

جلد ۲ بابت ماہ جولائی ۱۹۳۱ء مطابق ہجری الاول ۱۳۵۰ء نمبر ۷

نمبر شمار	فہرست مضامین	نمبر صفحہ
۱	باب التفسیر	۲
۲	باب الحدیث	۳
۳	باب الفقہ	۵
۴	تحقیق المسائل	۷
۵	سکک جواہر	۱۱
۶	شذرات	۱۲
۷	رد الاثر	۱۶
۸	خلافت امامت سے جدا نہیں	۱۷
۹	مناجات عبیدی	۲۱
۱۰	ایک دلچسپ منظرہ کی روایت	۲۵
۱۱	تقریر داری آدر اسلام	۲۹
۱۲	عید میلاد	۳۲
۱۳	حزب الانصار کی مالی حالت	۳۴
۱۴	گوشوارہ داخل حزب انصار بھیکرہ	۳۵
۱۵	مفادح	۳۶
۱۶	تنقید ضحی النہان فی معارف قرآن	۳۷
۱۷	حقیقت کی زبردست کتابیں	۳۸
۱۸	درد و کرب	۳۹
۱۹	عجری اور ارسطو	۴۰
۲۰	اطلاعات	۴۱
۲۱	اطلاعات کو ڈال کو ڈالنے	۴۲
۲۲	نوت سید المرسلین (۳۸)	۴۳

بَابُ التَّقْسِيرِ

پردہ کے احکام

قُلْ لِلّٰهِ مِصْرَيْنِ يَفْعَلُوْنَ اَمِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا اَفْرَاجَهُمْ وَاذٰلِكَ اَدْنٰى لِّهَمِّ
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ يَّاْمُضِعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِلّٰهِ مِصْرَتٌ يَفْعَلُ مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ
يَحْفَظُ فَرُوْجَهُمْ وَلَا يَبْدِيْنَ زِيْنَتَهُمْ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلَا يَضْرِبُ فِيْ جَمْعِهِمْ عَلٰى
جِيُوْهِهِمْ وَلَا يَبْدِيْنَ زِيْنَتَهُمْ اِلَّا الْبَحوْلَ لِقَبْ اَوْ اَبَآئَهُمْ اَوْ اَبَآءَ بَعُوْلَتِهِمْ اَوْ اَهْلًا
يَتَّبِعُوْنَ اَوْ اَخَآءًا اَوْ اَخَوَاتٍ اَوْ نِسَاءً مِّنْ اَوْصَالِكُنَّ اِيَّاكَ اَوْ
التَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُولٰٓئِكَ اَرَدَ مِنَ الرِّجَالِ اَوْ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ كُنُوْا فِيْهِمْ عَلٰى عَوْرَاتِ
النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبُ فِيْ بَارِجَاهُمْ لِيُعْلَمَ مَا يَخْفٰى مِنْ زِيْنَتِهِمْ ۝ وَتَوَلَّوْا اِلَى اللّٰهِ حَبِيْبًا
وَاٰيَةُ الْاَوْصِيُوْنَ لِكُلِّكُمْ تَفْلِحُوْنَ (سورہ نور یادہ ۱۸ رکوع ۹)

ترجمہ۔ (اے پیغمبر) آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کیلئے زیادہ صفائی کی بات ہے۔ بیشک اللہ تم کو سب خبر ہے۔ جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔ اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہے۔ اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں۔ مگر اپنے شوہر کو یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر۔ یا اپنے بیٹوں پر۔ یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر۔ یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر۔ یا اپنی بیٹیوں کے بیٹوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر یا ان کے بچوں پر یا ان کے غلاموں پر۔ اور ان کو ذرا توجہ نہ ہو۔ یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے۔ اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں۔ کہ انکا بھی زور معلوم ہو جائے۔ اور مسلمانوں تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

ان آیات میں ستر و نظر کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ مرد کا مرد کے جسم کو دیکھنا۔ عورت کا عورت کے جسم کو دیکھنا۔ اور عورت کا مرد کے جسم کو دیکھنا جائز ہے۔ مگر ناف سے لیکر زانو تک ستر کا ضرورت شرعیہ کے دیکھنا مطلقاً ناجائز ہے۔ مرد اپنی زوجہ یا غلاموں کے تمام جسم کو دیکھ سکتا ہے۔ دوسرے معارف اور غیر کی لونڈی

کے بدن پشت۔ ناف سے زانو تک نگاہ کرنا جائز نہیں۔ چہرہ۔ ہاتھ۔ کان۔ سر۔ سینہ۔ ساق۔
 قدم وغیرہ کی طرف ضرورتاً نظر کرنا جائز نہیں۔ اجنبی عورت کے جسم کے کسی حصہ پر سوئے چہرہ پھیلی
 اور قدموں کے نگاہ کرنا جائز نہیں۔ اور اگر خوف فتنہ ہو تو ان اعضاء کی طرف دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ بلا
 قصد اگر نظر پڑ جائے۔ اور فوراً اٹھالی جائے۔ تو گناہ نہیں۔ صاحب ہدیہ نے اس آیت سے ان امور
 کو ثابت کیا ہے۔

غرض بصر یعنی جس عضو کو دیکھنا مطلقاً ناجائز ہے نہ دیکھیں۔ اور جبکا دیکھنا بلا شہوت ناجائز ہے
 اس کو شہوت سے نہ دیکھیں۔ زیور سے مراد سرمہ۔ خضاب لگانا۔ اور زیور پہننا ہے۔ اور زینت
 کے مقامات۔ ہاتھ۔ ہنڈلی۔ بازو۔ گردن۔ سر و سینہ۔ اور کان وغیرہ ہیں۔ مقامات زینت
 محرم کے سوا دوسروں کو۔ کچھانے جائز نہیں۔ کلاماً ظہر سے مراد چہرہ ہے۔ اور پھیلی اور پاؤں
 ہیں۔ عورت اجنبی کے چہرہ پھیلی اور پاؤں پر بغیر شہوت نظر کرنا جائز ہے۔ خوف فتنہ کے وقت
 چہرہ چھپانا واجب ہے۔ درالمختار میں ہے۔ کشف الوجه بین الرجال لا لائئ عودۃ جلی
 الخوف الفتنة۔ قرآن مجید میں ایسے اشخاص جن پر اظہار زینت سے منع نہیں کیا گیا۔ بارہ ہیں۔
 شوہر۔ باپ۔ شوہر کا باپ۔ بیٹے شوہر کے بیٹے۔ بھائی۔ بھتیجے۔ بھانجے۔ مسلمان عورت۔ وہ
 طفیلی جو بوجہ کمی حواس عورتوں کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ ان میں نامرد جنسی۔ محبوب اور بہت بڑھے
 شامل ہیں۔ ملک بین۔ نابالغ بچے۔ کافر عورت کا سام مثل اجنبی عورت کے ہے۔ طفیلی کی تخصیص ایسے
 کہ سوقت ایسے شخص موجود تھے۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ) پاؤں زور سے رکھنے سے اس لئے منع کیا گیا
 تاکہ زیور کی آواز تک نامحرم۔ کان تک نہ پہنچے۔ زیور دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک جھانجے جو خود
 بخود جکتے ہیں۔ نکالنا ناجائز ہے۔ دوسرے جو کسی چیز سے لگ کر آوازیں دیتے ہیں۔ جیسے کڑے وغیرہ
 ان کا پہننا جائز ہے۔

ماہ الحَدِیث

(۱) من قرأ سورۃ البقرۃ توجہ بتاب فی الجنۃ۔ جو سورۃ بقرہ پڑھیں گا۔ اس کو جنت

میں تاج پہنایا جائیگا۔ (دیہی)

(۲) لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرَى بِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَقْبِلْ أَمْتِكَ مِنْي السَّلَامُ وَوَحِّحْ هُمَانُ الْجَنَّةِ طَبِيبَةُ التَّرِيدِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَانْهَاقِ عَاقَتُ وَأَنْ غُلِمَتْهَا كَيْسَانُ اللَّهُ وَطَحْمَدُ اللَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ - مجھ سے ابراہیم شب معراج میں ملے اور کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم اپنی امت کو میرا سلام کہو۔ اور خیر دو کہ جنت کی زمین بہت اچھی ہے پانی بہت میٹھا ہے۔ اور وہ خالی ہے۔ اور اس میں درخت لگانا سبحان اللہ سے آخر تک کہنا ہے۔
(طبرانی -)

(۳) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ كُنْزٌ مِنَ كُنُوزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ جَنَّتِ مَكَّةَ خَزَانُونَ مِنْهُ سَائِرُ خَزَائِنِهِ - بخاری۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ حاکم۔ ابن ابی شیبہ۔ بزار۔ طبرانی۔ ابونعیم۔ ابن عساکر۔

(۴) إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاوْنَ أَهْلَ الْغَرْفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا يَتَرَاوْنَ الْكُوكَبُ الَّذِي الْغَابِرُ فِي أَفْقِ السَّمَاءِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ لَتَفَاضِلُ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَلْبَغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا رَجَالَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ لَا - جنت والے اپنے اوپر والوں کو ایسا دیکھیں گے۔ جیسے تم روشن ستارے کو جو مشرقی کنارے یا مغربی کنارے کے قریب ہو۔ دیکھتے ہو۔ جو جان تفاوت کے جو ان میں باہم ہے۔ جھانپنے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ انبیاء کے مقام ہیں۔ کوئی اور وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ آپ نے فرمایا ہاں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کچھ وہ لوگ بھی ہوں گے۔ جو اللہ پر ایمان لائے۔ اور انہوں نے پیغمبروں کی تصدیق کی۔ (بخاری ترمذی)

(۵) يُقَالُ لِمَا حَبَّ الْقُرْآنُ إِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَقْرَدُ صَحْدٌ فَيَقْرَأُ وَيُصَدِّدُ بِكُلِّ آيَةٍ دَرَجَةً حَتَّى يَقْرَأَ آخِرَ شَيْءٍ فَحَقٌّ - قرآن پڑھنے والے یا حافظ قرآن کو جب وہ جنت میں داخل ہوگا۔ کہا جائیگا ایک ایک آیت پڑھا جاوے پڑھا جاوے۔ وہ پڑھیگا اور ہر ایک آیت پڑھ کر ایک درجہ چڑھیگا۔ یہاں تک کہ آخر آیت جو اس کو یاد ہوگی۔ اس پر آجائیگا۔ (پس اسی درجہ پر رہیگا۔ اور جو سارے قرآن کے حافظ ہوں گے۔ ان کو بہت بلند درجہ ملیگا۔)

(۶) عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ يَقُولُ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

عليه وسلم اذا نظر الى القمر ليلة البدر فقال اما انكم سترون زكيم كما ترون هذا القمر لا تضامون في رؤيته فان استطعتم ان لا تغلبوا على صلوة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها يعني العصر والفجر - جابر بن عبد الله كتبه عنه - ثم رسول الله صلى الله عليه وسلم کے پاس بھیجے تھے کہ آپ نے جو مہینوں رات کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ بیشک تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے۔ جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو۔ ہرگز ایک دوسرے کی آڑ میں نہ ہو گے۔ اس کے دیکھنے میں۔ پھر اگر تم سے ہو سکے۔ تو نہ مارو سوز نکلتے کے قبل کی نمازیں اور سورج غروب ہونے کے قبل کی نمازیں۔ یعنی فجر اور عصر میں (مسلم - ابوداؤد - ترمذی)

۱۱، نسبی - ۲ نسبی - شوہر و زوجہ نسبی میں - باقی سب نسبی ہیں۔

ذوی الفروض کے حصص - باب اگر اولاد مذکور کے ساتھ ہے - تو ۱/۲ حصہ اور اولاد انات کے ساتھ ہے - اور اگر اولاد انات کیساتھ ہے تو ۱/۲ حصہ لیکر باقی بھیت عصبہ لیگا - واداعلم موجودگی باپ میں مثل باپ کے حصہ پائے گا - اور یہ موجودگی باپ کے واداعلم الارث ہوگا - بھائی انجانی - اگر تنہا ہے - تو ۱/۲ حصہ اور اگر ایک سے زیادہ ہیں بھائی ہوں تو ۱/۲ حصہ اولاد مذکور اور باپ اور واداعلم کو دیتے ہیں۔

شوہر - اگر اولاد کیساتھ ہے تو ۱/۲ حصہ - اگر کسی قسم کی اولاد نہ ہو تو ۱/۲ حصہ۔

مآں - اگر اولاد کیساتھ ہے - یا ایک سے زیادہ بھائی بہنوں کے ساتھ ہے - تو ۱/۲ حصہ اور اگر نہ اولاد ہو - اور نہ ہر قسم کے بھائی بہن ہو - تو عورت مرد کا حصہ نکال کر باقی ماندہ سے ۱/۲ حصہ لیگا واداعلم - ۱/۲ حصہ اور اگر باپ موجود ہوگا - تو محبوب الارث ہوگی۔

بیٹی - اگر تنہا ہے تو ۱/۲ حصہ اور اگر ایک سے زیادہ بہنوں کیساتھ ہے تو ۱/۲ حصہ - اور اگر اپنے بھائی کے ساتھ ہے - تو عصبہ ہے۔

پوتی - عدم موجودگی بیٹی میں مثل بیٹی کے مستحق ہے - اگر پوتی ایک بیٹی کیساتھ ہے - تو ۱/۲ حصہ اور اگر ایک سے زیادہ بیٹیوں کیساتھ ہے - تو محروم الارث ہوگی - اور اگر پوتی اپنے بھائی یا بھینج کیساتھ ہے تو عصبہ ہے۔

خواہر عقی - مثل بیٹی کے ہے - بحالت عدم موجودگی بیٹی کے اور اگر بیٹی ساتھ ہے تو عصبہ ہے۔

خواہر علاتی - بصورت عدم موجودگی پوتی کے مثل پوتی کے مستحق ہے - اگر بیٹی یا پوتی کیساتھ ہے - تو عصبہ ہے - اگر نہ - اصل ایفرع میں کوئی مذکور موجود ہو تو یہ دونہیں - یعنی خواہر علاتی و خواہر عقی محروم الارث ہیں۔

خواہر اشدانی - مثل جانی انجانی کے حصہ پائیں گی۔

زوجہ - اگر اولاد کیساتھ ہے تو ۱/۲ حصہ - اور اگر اولاد نہ ہو تو ۱/۲ حصہ۔

عصبیات - عصبہ چار قسم ہیں ۱، میت کی فرع یعنی بیٹے ہوتے وغیرہ ۲ میت کی اصل یعنی باپ واداعلم وغیرہ - ۳ میت کی اصل کی فرع یعنی بھائی بھینج وغیرہ ۴ میت کی اصل کی اصل

یعنی میت کا چچا میت کے باپ کا چچا۔

اگر کوئی عصبہ اول میں موجود ہے۔ تو عصبہ دوم و سوم و چہارم عصبہ نہیں بنیں گے۔ اسی طرح ایک کی موجودگی میں دوسرا عصبہ نہ ہوگا۔ یعنی قریبی بعیدی کو محروم کر دینگا۔

ذوی الفردض کے حصے نکلنے کے بعد باقی ماندہ جایاؤں کے مالک عصبات نسبی ہیں۔ اگر یہ موجود نہ ہوں تو عصبات نسبی یعنی رازاؤں کو غلام کا آقا اور اس کی اولاد کو راکھ مالک ہیں۔

اگر عصبہ نسبی دوسری میں سے کوئی موجود نہ ہو تو حصہ ذوی الفردض تقسیم کرنے کے بعد جو باقی بچے وہ پھر ذوی الفردض نسبی کی طرف ان کے حصے کے مطابق غور کریں گے۔ اس کو روکتے ہیں۔ اگر ذوی الفردض اور عصبات نسبی نہ ہوں۔ تو ذوی الارحام کو پہنچا ہے۔

ذوی الارحام۔ بیٹیوں کی اولاد اگر وہ نہ ہوں تو پوتیوں کی اولاد۔ ۲۔ نانا یا نانی۔ یا ان کے اوپر پرانا یا پرانی وغیرہ ۳۔ بہینوں اور بیٹیوں کی اولاد۔ ۴۔ باپ کے بھائی یا خیاں و میت کی چھوٹی اور ماموں و خالہ عینی و علاقائی و چچاؤں کی بیٹیاں اور ان کے بھائی کی اولاد۔

ذوی الارحام علی الترتیب ترکہ پائیں گے۔ اول کی موجودگی میں دوسرے ضمن کے محروم ہوں گے۔ اگر یہ تینوں نہ ہوں تو موالدہالات (یعنی وہ شخص جس نے میت کی ویت وغیرہ اپنے ذمے لے لی ہو) اور اگر یہ بھی نہ ہو۔ مقلد النسب (یعنی وہ شخص جس کی نسبت متوفی نے ایسے رشتہ کا اقرار کیا ہو۔ جو اپنی نسب سے علحدہ ہو۔ اور اس سے انکار کر لیا ہو) اور متوفی نے اس کے انکار پر اصرار کیا ہو۔ اگر یہ بھی موجود نہ ہو۔ تو موصی لہ اور اگر یہ بھی نہ ہو۔ تو تمام ترکہ بیت المال میں داخل ہوگا۔

تحقیق المسائل

(مدیر کامرسلات سے متفق ہونا ضروری نہیں)

الاستقنا:۔ پنجاب کے اکثر شہروں اور بستیوں میں ہر چہار رکعت تراویح کے بعد تسبیح سبحان ذی الملك والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ، الخ۔ پڑھتے ہیں۔ اور تسبیح کے بعد باوازیبہ، الصلوٰۃ علی سیدنا محمد، یا «الصلوٰۃ والسلام علی محمد و آلہ وسلم» یا «الصلوٰۃ علی محمد» یا «صلوٰۃ بر محمد» کہتے ہیں بعض ملا۔ اس ورد پر پڑھنے کو بہتر

بتلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں مذہب خفیہ اور کتب خفیہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ہوتو
میں کرو۔ دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ درود مذکور بین الترویجین پڑھنا جائز ہے۔ یا نہیں؟ نیز
کتب احناف میں درود شریف پڑھنے کا ذکر جائز ہے یا نہیں؟ بلیغ اور حیرانہ استفادہ ہو چکا ہو تو
الجواب :- جو بعض ملاہین الترویجین درود شریف پڑھنے کو بدعت سیئہ بتلاتے ہیں۔ وہ جاہل ہیں۔ یا
ماہل لی الخبیثیت والمرتایہ میں۔ ورنہ فقہ کی کتابوں میں درود شریف پڑھنے کو جائز لکھا ہے۔ اور محققین
فقہاء جن کو فنی حدیث میں بھی اعلیٰ دسترس ہے۔ بین الترویجین درود شریف پڑھنے کو جائز بتلاتے ہیں
اور جن ملاؤں کو ذات اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ولی خدا اور بنی ہے۔ وہ رمضان
المبارک کی ایک کامل رات میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف پانچ دفعہ بھی درود شریف پڑھنے
کو گوارہ نہیں کرتے۔ اللہ ان کو ہدایت کرے۔

فاضل اجل مولانا محمد عبدالحی مرحوم لکھنوی قدس سرہ کے فتاویٰ جلد سوم صفحہ پر لکھا ہے۔
السؤال :- بعد چہار رکعت تراویح کہ اور ترویجہ میگویند چہ قدر آرام باید۔ الجواب :- بقدر یک
یک ترویجہ آرام گرفتن مکتب است تسبیح کند یا قرأت قرآن نماید۔ یا درود بفرستد یا سبکت
نشیند۔ یا نماز فضل بخواند۔ وکلامی دعا خاص یا تضرعیت شیخ عبدالحی محدث دہلوی مد
ما ثبت بالسنة تحریر فرمایا المستحب ان یجلس بین کل ترویجین مقدار
قوة وحیة وکذا بین الخ کما فی الوتر الخ اور صلوة مسعودی جلد ۲ صفحہ ۲۷
کے حاشیہ پر رقم ہے۔ "السؤال در تراویح الصلوة بر خواجه عالم صلعم بعد گرفتن آمد
است یا آہستہ۔ جواب :- در حدیث نبوی آمدہ است کہ بعد گرفتن خواب است
زیرا کہ چیزیکہ آواز او برسد از شجر و نبات و وحوش و طیور و غیر آن بر گویندہ منفرت طلب
کنند۔ و آخرش خاہند از حق تعالی الخ

ان درود و آیات سے دونوں دریافت شدہ مسئلے ثابت ہو گئے کہ بین الترویجین قبلہ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا جائز ہے۔

موجودہ زمانے میں لوگ بقدر ترویجہ آرام نہیں کرتے۔ اور نہ قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ نہ کلمہ شریف
کا اس آئینہ میں ذکر کرتے ہیں۔ نہ نفائس پڑھتے ہیں۔ نہ طوافِ خفاہ کعبہ پیش کرتے ہیں۔ نہ صرف تسبیح

سبحان ذی الملالہ والملكوت الخ ایک دفعہ اور ایک دفعہ الصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد کہتے ہیں۔ اتنے استجابات کی ترک پر تو بعض ملاؤں کو کبھی افسوس تک نہیں ہوا۔ اور درود شریف جسکو بعض فقہانے مستحب بھی لکھا ہے۔ اس کی تردید نہ صرف افسوس اور حسرت و انگیز ہے۔ بلکہ اس کو بدعت سیئہ بتلایا جا رہا ہے۔

ایں چہ ایمان است و دین است ای نفل ۛ اقتدائی گفتہ و محض و بعض
الآیۃ ان اللہ وصلیٰ علیہ وسلم یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما ط۔ پر غور کیا جائے تو درود شریف پڑھنے کی تاکید کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے
آیۃ کا لفظ (ان) کیساتھ جو تحقیق و تاکید کیلئے موضوع ہے۔ مقتدر اور شروع ہونا۔ پھر اللہ عزوجل
کا صلوٰۃ النبی کو اپنی طرف اور اپنے فرشتوں کی طرف منسوب فرمانا۔ اور اپنے تمام بندوں بلکہ جمیع
مخلوقات پر یہ ظاہر فرمانا کہ صلوٰۃ النبی جا اور ہمارے تمام فرشتوں کا وظیفہ اور عمل ہے۔ لائق
محبوب کی کیا شان اور عزت ثابت ہوتی ہے۔ ملائکہ۔ جمع ہے اور مضاف جو مفید استخراق
ہوتی ہے۔ خدا ایک فرشتہ بھی اس میں صلوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ پھر یصلون میں باتفاق مجتہدین
مفسرین ائمہ کے۔ نہ حال یہاں شرط ہو سکتا ہے۔ اور نہ استقبال اور اگر حال اعتبار کیا جائے
تو معنی یہ ہوں گے۔ کہ اللہ اور اس کے تمام فرشتے اس وقت زمانہ حال میں حیات ہی القاب قبل عام
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ نہ زمانہ ماضی میں ان مقدس فرشتوں نے کبھی درود بھیجا ہے
اور نہ زمانہ استقبال میں بھیجیں گے۔ اور اگر زمانہ استقبال لیا جائے۔ تو بھی یہ وقت کے یہ وقت کے کہ اللہ
اور اس کے تمام فرشتے آئندہ زمانہ میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ درود بھیجیں
نہ اس وقت بھیجتے ہیں۔ اور نہ زمانہ ماضی میں کبھی بھیجا کیسا بے حسب اور مقتضائی حال کے غیر مستند
معنی ہے اس لئے یصلون صیغہ مضارع میں استمرار اور دوام ملحوظ ہے۔ نہ حال اور استقبال۔
کالا یعنی۔ تو اب معنی آیت گئے یہ ہوئے کہ خود اللہ اور اس کے تمام فرشتے ہمیشہ ہر وقت غیر الگ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ کرتے رہتے ہیں۔ انصاف کہ درود شریف کیسا محبوب اور متین عمل
ثابت ہوتا ہے پھر مسلمانوں کو حجت ندادیا کیساتھ مخاطب فرما کر فرماتے ہیں۔ کہ (صلوا علیہ)
اور (تسلیموا) پر لیا مفعول مطلق تاکید کیلئے ہے۔

تو جس طرح اللہ عزوجل نے اپنے اور اپنے ملائکہ کے درود میں استمرار ملحوظ رکھا ہے۔ بعینہ اسی طرح مومنوں کے درود شریف پڑھنے میں بھی استمرار ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ورنہ قرآن مجیدی فصیح بلیغ کتاب کا سابق و سابق اور ماقبل بعد غیر مرتبط ہو جائیگا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ اور اس کے فرشتوں کا درود تو علی سبیل الاستمرار ہو۔ اور مومنوں کی تمام حیاتی میں صرف ایک بار درود شریف پڑھنا لازم ہو اور بس۔ چونکہ مومن چوتھویں را نام شد : فقط مومن ہجھ صد و شتنام شد

خدا کا درود کیا ہے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم اور کرم کے معینہ برسانا۔ اور اپنے الطاف و عنایات کی تمنا اور مسلسل بارشیں فرماتے رہنا۔ فرشتوں کا درود کیا ہے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پروردگار عالم سے ہر وقت یہ درخواستیں کرتے رہنا۔ کہ خداوند مافر الموجودات عمدۃ الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات حمیدہ صفات پر خیرات اور برکات لانہایات اور عنایات نازل فرما۔ اور مومنوں کا درود کیا ہے۔ اپنے نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت رحمت اور برکت کی دعائیں مانگتے رہنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں رقم فرماتے ہوئے لکھتے ہیں «لا اذ ان اللہ یوحی الی فی اللہ لا یموت» وقال للمومنین ادعواکم بالکلمۃ،

حدیث شریف میں آیا ہے۔ جس مجلس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھا جائے درود نہ پڑھنے والوں کو قیامت کے دن حسرت اور افسوس ہوگا۔ خواہ وہ بدبختی کیوں نہ ہوں۔ حدیث شریف یہ ہے۔ صاخذ قوم کاذب کذب فیہ ذک یصنون علی البی صلی اللہ علیہ وسلم لا فان علیہم حسرت یوم القیامت وان دخلوا الجنۃ، (رواہ ابن حبان بسند صحیح)

اور رمضان شریف کی راتوں میں مبرک بالغ مسجد میں جمع ہونا ہے۔ ہر ایک چھوٹی بڑی مسجد میں مسلمان کی بہت بڑی جماعت اکٹھی ہوتی ہے۔ حالت نماز ایک مجلس ہے۔ اور بین التروکیتیں مجلس ثانی۔ شغل نماز اور نماز کے مختلف حالتیں ہیں۔ لہذا یہ دو مجلسیں قرار دی جائیں گی۔ مجلس ثانی کا درود شریف سے خالی ہونا خلاف حدیث ہوگا۔ بین التروکیتیں نماز سے فارغ ہو کر جب کمالان تسبیح پڑھتے ہیں۔ تو گویا ذکر آہی کرنے سے سبکدوش ہوتے ہیں۔ اور بعد از تسبیح مکرر۔ الصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد و آلہ وسلم کہتے ہیں۔ اس وقت درود شریف کے پڑھنے سے (جس کا ذکر اور ام حدیث شریف میں ہے) عجز برآ ہو جاتے ہیں۔ اگر بعد از تسبیح درود شریف نہ پڑھیں۔ تو حدیث مذکور القدر کے خلاف کرنے سے

دست تحریر لیں گے۔ اور احسان فراموشی اور ناحق شناسی کے سلسلہ میں وعید افسوس کے مستحق اور سزاوار ہوں گے۔ لہذا آیت کریمہ اور حدیث اور روایات فقہیہ کے رو سے بین التروکیتین درود شریف پڑھنا صرف جائز بلکہ ضروری ثابت ہوتا ہے۔ (بعید محمد قطب الدین از حیات خلیفہ و تحصیل جنگ)

سلسلہ جواہر

(امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکیمانہ مقولے)

جو شخص اپنا راز چھپاتا ہے۔ وہ اپنا اختیار ہاتھ میں رکھتا ہے۔ جس شخص سے تم کو نفرت ہو۔ اس سے ڈرتے رہو۔ یہ بڑی زیادہ عاقلہ شخص ہے۔ جو اپنے افعال کی اچھی طرح ملاحظہ کر سکتا ہو۔ آج کا کام کل پر نہ بھارتا۔ کھو رو بے سر انجام کے بغیر نہیں رہتے۔ جو چیز بھی مٹی پھر آگے نہیں بڑھی۔ جو شخص برائی سے بالکل واقف نہیں۔ وہ برائی میں مبتلا ہوگا۔ جب کوئی شخص مجھے سوال کرتا ہے۔ تو مجھ کو اسکی عقل کا اندازہ معلوم ہو جاتا ہے۔ لوگوں کی فکر میں تم اپنے تئیں بھول نہ جاؤ۔ دنیا تھوڑی سی لو تو آزادانہ بسر کر سکو گے۔ توبہ کی تکلیف سے گناہ کا چھوڑ دینا زیادہ آسان ہے۔ ہر بدو یا نیت پر میرے دو داروغے مقرر ہیں۔ آپ دو گل۔

من کتم سرہ کان خیار فیہ یدہ اتقوا
من تبغضہ قلوبکم اعقل الناس
اعذہم للناس لا توخر عمل یومک الی
عذق انت الدہام لا ان یخرج اعناقہا
ما ادبوشی فما قبل من لہ معرف الشریع
فیہ ما سألنی رجل لا یتین لی فی عقلہ
واعطیہ خطاب کر کے فرمایا لا یھلک الناس عن
نفسک اقل من الدنیا تعش حراً۔ ترک
الحظیۃ استعمل من المعالجۃ التوبۃ لی
علی کل خائن امینان الماء والطین لوان
الصبر والشکر بعیران ما بالیت علی ایھما
وکیلت۔ رحمہ اللہ امر اہدی الی عیو
لا یجتنک من الرجل طنطنۃ ط۔

اگر صبر و شکر دو سواریاں ہوتیں تو میں پرواہ نہ کرتا۔ کہ میں کسپر سواریوں۔ غرض اس شخص کا بھلا کرے جو میرے غیب میرے پاس تحفے بھیجتا ہے۔ کسی شہرت کا آواز سن کر دھوکہ میں نہ آؤ۔

تذکرات

موجودہ حالات و انقلاب میں امت مسلم کی حالت قابل رحم ہو چکی ہے۔ اس کے قایدین باہمی اختلافات کی ایک گونہ گونہ میں مشاق و آتھ ہوئے ہیں۔ شیریشیہ حریت مولینا محمد علی جوہر مرحوم کے انتقال کے بعد قومی سیفینہ کا کوئی ملانح نظر نہیں آتا۔ ہندو کانگریسی ہوا مہا سبھاٹی۔ ٹوڈی ہوا انقلابی جیل میں ہوا کونسل میں ہر حالت میں اپنی قوم کا ہی خواہ اور اپنی قوم کی ترقی کے لئے سامعی ہے۔ ہندوؤں میں سیاسی و فلاحی اختلافات کی بنا پر کبھی مرہٹوں نہیں ہوا۔ ان کا پچھلے سیاسیات حاضرہ سے کشنا اور نیت آزادی کے حصول کیلئے بیکار ہے۔ کوئی گاؤں لیا نہیں۔ جہاں ہندوؤں کی آبادی ہو۔ ہندو تہذیب ہوا۔ اس کے برعکس مسلم تہذیب ایک فی ہزار اخبار میں بیٹھا۔ واقعات عالم سے پیجری کا

اصابت رائے
میں ظاہر ہو رہا
مسلمان اپنی قوم
اور مذہبیت کے
میں شہرہ آفاق
میں گورنمنٹ
اپنے مخصوص ذاتی
قوم کا کلا کاٹنے
اقوام عالم متانہج
حیات میں محروم

تذکرات
مسلم تہذیب
اور مجروری کی صورت
کا کانگریسی
کو صلواتیں سناتے
جذبہ سے نا آشنائی
... ہیں مسلمانوں
کے خوشامری طبقہ
اعراض کیلئے اپنی
سے گریز نہیں کرتا
اور کشمکش

مسلم تہذیب
اور مجروری کی صورت
کا کانگریسی
کو صلواتیں سناتے
جذبہ سے نا آشنائی
... ہیں مسلمانوں
کے خوشامری طبقہ
اعراض کیلئے اپنی
سے گریز نہیں کرتا
اور کشمکش

میں۔ ہر بڑی پھیل چھوٹی پھیل کو نگل جاتی ہے۔ اس طرح کمزور اقوام کا دنیا میں زندہ رہنا محال ہے خواہ یہ مسلمانوں کو سید کر کے۔ انہی اقوام عالم کے دوش بدوش کھڑا کرنے کیلئے منظم جدوجہد اور مساعی درکار ہیں۔ دوست و دشمن کی پہچان ضروری ہے۔ اختیار سے اتحاد کرتے ہوئے اپنے تمدن و معاشرہ اور مذہب کو بچھل جانا خطرناک۔ اقوام ہے۔ مسلمانوں کا تمدن و معاشرت دنیا میں بے نظیر ہے۔ اسکو ہر حالت

میں قائم رکھنا ضروری ہے مسلمان جب تک مذہب کو اپنا اور ہٹنا اور بچھونا نہ بنائی رکھیں۔
 لا تم تهاکلا تخزفوا وانت لا اعلون ان کنتم د ممتین ط

*

۲۔ ہکر و ہندوستانیوں کی قیادت کو مدعی مسٹر گاندھی کی تلون مرزا جی۔ سیاسی قلابازی اور اندرونی مقاصد کا انکشاف حسب ذیل امور سے ہو سکتا ہے۔

حکومت میں کانگریس کے اجلاس کے موقو پر ۱۹۲۸ء میں مسلم وفد کے مطالبات مسترد کرنے کے بعد سکھوں کے وفد کو شرف باریابی بخشا۔ ا فیصدی سکھوں نے پنجاب میں ۲۰ فیصدی حقوق کا مطالبہ کیا۔ پنجاب میں اسلامی اکثریت کی اس تباہی کو اور حقوق تلفی کو انصاف مجسم مہاتما نے معقول قرار دیا۔ دسمبر ۱۹۲۹ء میں گل میز کانفرنس میں شرکت قوم فراموشی کے مترادف قرار دی گئی۔ مگر اپریل ۱۹۳۱ء میں اسی کانفرنس میں شرکت پر فخریہ آمادگی ظاہر کی۔

جیل سے رہائی کے بعد بار بار مہاتما جی کہتے رہے کہ ہندو مسلم تصفیہ تمام امور پر مقدم ہے۔ ہندو مسلم تصفیہ کے بغیر گل میز کانفرنس میں میرا شریک ہونا ناممکن ہے۔ مگر مسئلہ کی سرسروا میں پہنچ کر ہندو مسلم تصفیہ نہ ہونے کی صورت میں بھی کانفرنس میں شریک ہونیکا فیصلہ کر لیا گیا۔ مگر یہ اعلان کیا کہ مہاتما جی صرف کانگریس کا نقشہ نظر پیش کر کے بقیہ کارروائی میں حصہ لیں گے۔ یونان میں پہنچ کر مہاتما نے کانفرنس کی جملہ کارروائی میں حصہ لینے کی آمادگی ظاہر کی۔

ماہ فروری ۱۹۳۱ء میں بمقام دہلی کمیٹی بارغ کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اکثریت کا فرض ہے کہ اقلیت کے شہادت دور کرنے۔ اور آنکھ بند کر کے اس کے مطالبات تسلیم کر لے۔ ہندو چونکہ اکثریت میں ہیں۔ لہذا ان مسلمانوں کیساتھ فرارح دلی کاشتوت دینا چاہیئے۔ چند دن کے بعد سیوی ایڈیٹر پریس کے نمائندہ سے ملاقات میں فرمایا کہ مخلوط انتخاب سے کم ہر مسلمان سے سمجھوتا نہیں ہو سکتا ۱۹۲۸ء میں لارڈ برکنہڈ وزیر ہند نے اقوام ہند کو متفقہ متحدہ دستور بنانے کا پہلچ دیا تھا۔ مسٹر گاندھی نے بھی فرنگی حکمت عملی سے کام لیکر مسلمانوں کے مطالبات کو بمقام دہلی اس بنا پر مسترد کر دیا کہ کانگریسی مسلمانوں کا ایک گروہ ان کے متفق نہیں۔ اور مسلمان جب تک متفق ہو کر کوئی بات نہ کہیں اسکو تسلیم کرنا مناسب نہیں۔ الغرض کیا کیا بیان کئے گئے اور وہ کی عیاری بھی دیکھ

میزائیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی کے وجود سے عیسائی مذہب کی ترقی رک گئی ورنہ تمام مسلمان اب تک مرتد ہو گئے ہوتے۔ حدیث شریف میں مسیح موعود کے دو کام بیان کئے گئے ہیں۔ کہ صلیب سے عیسائی مذہب کا استیصال اور قتل خنزیر سے پادریوں کا اعدام مراد لیتے ہیں۔ ساتھ روح عوام ان کے دام فریب میں آجاتے ہیں۔ حالانکہ میرزا صاحب کے بعد جس قدر ترقی عیسائیت کو ہوئی اس کی نظیر مفقود ہے۔ گورنمنٹ کے رجسٹر گائے مردم شماری سے اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ ۱۸۷۱ء میں پنجاب میں عیسائیوں کی مجموعی تعداد ۳۷۹۶۲ تھی۔ اس میں فوجی انگریز بھی شامل تھے۔ اور اس وقت غالباً یہاں کوئی ہندوستانی عیسائی نہ تھا۔ مگر ۱۹۷۱ء کے کاغذات مردم شماری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صوبے میں عیسائیوں کی تعداد ۳۷۹۶۲۵۹ تک پہنچ گئی تھی۔ ان میں سے تقریباً ۲۱۵۰ ہندوستانی موجود تھے۔ ۱۹۱۱ء میں ہندوستانی عیسائیوں کی تعداد ۱۶۲۹۹ تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض دس سال کے عرصہ میں ان کی تعداد حریت انگریز سرٹ کیساتھ بڑھ گئی۔ ۱۹۳۱ء مردم شماری میں معلوم نہیں۔ یہ تعداد کہاں تک پہنچ گئی ہوگی۔

عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں انکا تبلیغی ایثار قابلِ داد ہے۔ مسلمانوں کو ان سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اور اعلا کلمۃ الحق کے لئے تن من و حن نثار کر دینا چاہیے۔ لندن میں ۱۸۷۱ء سے بڑی فارن بائبل سوسائٹی قائم ہے اس وقت تک اس کی لاکھوں شاخیں برطانوی مقبوضات میں قائم ہیں۔ ہندوستان میں ۱۸۷۳ء۔ ناچیریا میں ۱۸۷۲ اور برطانوی افریقہ میں ۱۸۵۳ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اس وقت تک ۱۸۰۳ زبانوں میں انجیل کا ترجمہ چھپ چکا ہے۔ اور ۳۳۰ زبانیں ایسی ہیں جن میں کوئی رسم الخط ہی نہ تھا۔ اور جہاں صرف تبلیغ مسیحیت کی خاطر نوشت و خواندگی رسم ڈالی گئی۔ سو سائٹی ہند کے ۱۸۷۲ء کے شمار و اعداد سے واضح ہوتا ہے۔ کہ سب سے زیادہ اشاعت انجیل کی ہندوستان ہی میں ہوئی ہے۔ یعنی ۱۸۷۴ء ۱۱۳۲۰ نسخے انجیل مقدس کے ۱۸۷۲ء ہندوستان میں چھپے اس سے دوسرے نمبر پر کینیڈا۔ وینوفونڈ لینڈ کی نوآبادیاں ہیں جن میں ۵۰۶۸۹ نسخے چھپے ہیں۔ کیا یہ شمار و اعداد مذہب حقہ اسلام کے پیروؤں کے لئے کچھ سبق آموز ہو سکتے ہیں۔

افصائے عالم میں تبلیغ اسلام
بوجہ فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر زمانہ میں مسلمانوں میں سے ایک کروڑا لیا موجود

ہیگا۔ جو اظہار حق سے پہلوتی نہ کرے گا۔ دعوت و تبلیغ اسلام کیلئے سنوسی فرقہ کے مبلغین کی ساعی قابل تعریف ہیں۔ جنہوں نے افریقہ کے لاکھوں افراد کو کفر کی تاریکی سے نکالکر اسلام کے جھنڈے کے نیچے لاکر کھڑا کر دیا۔ افریقہ کے عیسائی مشنری میں مسلم مبلغین کے مقابل میں ایسی کوششوں کی ناکامی بار اعتراف کر چکے ہیں۔ انگلینڈ میں سب سے پہلے بمقام بورپول مسٹر ویلیم کے اسلام قبول کرنے سے اسلامی تبلیغ کا آغاز ہوا۔ نواب شاہجہان علیکم والیہ بھوپال نے بمقام دوکننگ مسجد تعمیر کر کے کفرستان میں صدائے توحید بلند کی جرمنی میں دہلی کے پروفیسر عبدالجبار خیری اور ان کے ہمراہی نہایت کامیابی سے تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں۔ جرمن نو مسلموں کی کافی تعداد اسلامی تہوار بنانے کیلئے جمع کرتی ہے۔ جامع انہر کے فارغ التحصیل طلبہ میں سے کئی پُر جوش جوان اعلا کلمتہ اللہ کے لئے افریقہ کے صحرائوں اور یورپ و امریکہ کی وادیوں میں سرگرم عمل ہیں۔ یہ لوگ لوجہ القدر اس کام کو سر انجام دیتے ہیں۔ ہندامیراٹیوں کی طرح شور و غوغا کر کے شہرت حاصل کرنے کے خواہشمند نہیں۔ میزرائی ہر جگہ پہنچ کر نو مسلموں کو اپنے چھندے میں پھنسا لیتے ہیں۔ اس طرح اپنی خدات اسلام کا ڈھنڈرہ پیٹ کر چندہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

لنڈن میں پہلے صرف دو مسجدیں موجود تھیں۔ اب عثمانیہ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے جس کے لئے اعلیٰ حضرت سرکار نظام نے ۱۰ لاکھ روپے مرحمت فرمائے۔ چوتھی مسجد زیر نگینی نو مسلم ڈاکٹر فیڈرک خالد سر آغا خان کی فیاضی سے تعمیر ہوئی والی ہے۔ انگلستان کے اندر اس قدر مساجد کی تعمیر کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ بلکہ اس میں اسلام کی اشاعت و ترقی و برتری کا زبردست امکانات موجود ہیں۔ یورپ کے ممالک کی طرح امریکہ میں بھی تبلیغ اسلام کا کام جاری ہے۔ اور مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ نیویاک سے عربی زبان میں جریدہ البدیان، شائع ہوتا ہے جس کے تازہ پرچے میں سید حسین علی۔ بوٹی۔ شینے عمر امین اور بعض دوسرے اشخاص کے اسمائے گرامی سے ایک مکتوب شائع ہوا ہے۔ جس میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ امریکہ میں جس عظیم الشان مسجد کی تعمیر کا ارادہ کیا گیا تھا۔ اس کی ابتدائی منزل درجہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ مقامی مسلمانوں نے اس مسجد میں جمع ہو کر اسکا افتتاح کی رسم ادا کی جس میں بہت سے اکابر شریک ہوئے۔

روس کی دہریہ سلطنت مسلمانوں پر زہر گلاز مظالم میں مصروف ہے۔ دین حق سے منحرف

کرنے کے لئے نہایت تشدد اور سختی کی پالیسی اختیار کی گئی ہے۔ مگر مسلمان اپنے مذہب کو عزیز ترین متاع سمجھتے ہیں۔ اسوقت روس میں دو کروڑ مسلمان ہیں۔ جو تقریباً تمام کے تمام اہل سنت والجماعت اور مذہب حنفیہ کے پیرو ہیں۔ شہر قازان میں ۶۰ تا ششصد میں ۵۰ عاشق آباد ہیں ۳۰ اور مرقند میں ۳۰ اسلامی اخبار شائع ہوتے ہیں۔ یوری روس کے شہر لنن گراڈ مسلمان کے اخبارات کے خاص مرکز ہیں۔ علمائے اسلام کا ہیڈ کوارٹر شہر یوفا ہے۔ اور بزرگ و نفیس وغیرہ میں بھی مذہبی و دینی علوم کے مدارس قائم ہیں۔ اللہ عز و قدر۔

اسی ظاہر ہے کہ میرزا ٹیوں کا یہ دعویٰ کہ وہ تنہا ہی تبلیغ اسلام کا فرض انجام دے رہے ہیں بالکل غلط ہے بنیاد اور مخالفہ اگیر ہے۔

رد الافر

عالیجناب مولینا سید صالح حسین صاحب رئیس اعظم چھپرہ ضلع سارون۔ صوبہ یو۔ پی۔ پرانے پشتینی شیعہ تھے۔ خداوند تعالیٰ نے مراد مستقیم و راہ حق اپنے فضل و کرم سے دکھادی مولینا محمود کے سنی ہونے سے شیعوں میں سخت بے چینی کے آثار نمودار ہوئے۔ اور مناظروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ آخر کار شیعہ نواب امداد امام کے، اکثر کی کتاب مصباح الظلم کے پاس بھیجی گئی جس کا دندان شکن جواب رد الافر کے نام سے آپ مرتب فرما رہے ہیں۔ غایت عنایت و مروت سے آپ نے مندرجہ ذیل حصہ۔ رسالہ شمس اسلام میں اعراج کے لئے ارسال فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے باہمت حق پسند و حق گو حضرات کو سلامت رکھے۔ اور ان کے وجود سے امت اسلامیہ کو ترقی بخشنے آمین

عقیدہ پنچتن پاک کا خاص عقیدہ شیعوں کا ہے۔ یہ جملہ وہ فخریہ سرخی ہے۔ جو امداد صاحب اپنی کتاب مصباح میں قائم فرما کر اہلسنت کو شرمنا چاہتے ہیں۔ مگر جناب کی بے حسنی کا عالم کچھ ایسا غیر معمولی ہے۔ کہ اسکا گمان بھی ہوتا کہ اگر اہلسنت اس کے جواب میں۔ یہ بول رہیں کہ اس سے شیعہ دنیا پیاری کیا کر لیگی۔ بیخ۔ تن۔ کیا تینوں لفظ فارسی ہیں۔ پس فقرہ کی ساخت ہی سے ہویدا ہے۔ کہ عقیدہ مذکور عربی نہیں ہے۔ اور

کسی عقیدہ کا فائزی یا ہندی ہونا اس کے خارج از اسلام یا ناید از دین محمد عربی ہونے کی دلیل ہے۔ اگر عقیدہ اسلامی ہوتا۔ تو عربی نام پاتا اس کی مثال تو لفظ امام باڑہ کی مثال ہے جس کی زبان تہذیبی ہے۔ کہ امام باڑہ سے متعلق کی ہر تحریک سودیشی تحریک کے مانند بنگالہ سے اٹھی ہے اور وہی خطہ ارض اس کی جنم بھومی ہے۔ اگر عرب یا عجم سے اٹھتی تو بیت الامام یا خانہ امام وغیرہ نام پڑتا مسجد کو اللہ باڑی کہتے نہیں سنا گیا ہے۔ پس ایسے عقیدہ پر ناز کرنا کمال سفاهت ہے جب پختن پاک کا اطلاق اگر ذات نبوی اور چہار خلفائے راشدین پر کیا جاتا ہو۔ تو ہر جناب اثر کی سرخی طیامت ہو جائے گی۔ نیز اس سے کب لازم آتا ہے۔ کہ بحر ان پانچ افراد کے اور کوئی پاک نہیں کیا جناب اثر کسی شتم کو پاک ماننا عیب جلتے ہیں۔ اور کیا دوازہ امام میں حصر کر کے غیر امام کو ناپاک ماننا ضروری ہے جس قدر شیعی مجتہدین میں سب ناپاک ہیں۔ کیا جس قدر شہدائے کربلا میں سب اس عزت کے مستحق ہیں۔ کہ ان کو ناپاک نہ سمجھا جائے!

قولہ ”اصول اہلسنت کے نزدیک فائدان رسول کے اندر کسی طرح کی دینی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ نہ ان کی حدیثیں قابل اعتماد ہیں۔ اور نہ ان کے اجتہاد قابل پذیرائی ائمہ۔ کتاب صریح ہے۔ یہی نہیں کہ حضرت علی۔ بی بی فاطمہ۔ حضرت عباس۔ حضرت حسن۔ حضرت زین العابدین وغیرہ سے امام بخاری و دیگر محدثین نے حدیثیں اور مسائل استنباط فرمائے ہیں۔ بلکہ حضرت علی۔ بی بی فاطمہ اور حضرات حسنین کے شمول میں حضرت عباس و حضرت حمزہ کے ذکر کو جمعہ کے خطبوں میں داخل کرنا اہلسنت عبادت جانتے ہیں۔ ”واہ جناب اثر صاحب واہ“ ”دروغ گویم بر روئے تو“ پر عمل کرنا کوئی آپ سے سیکھے ”وضع“ چہ ولا در است و زوے کہ کف چرخ دارد۔ کی آرزو شہادت آپ میں دیکھے۔

جناب کے سفاهت کی دوسری سرخی ملاحظہ ہو۔ وہو هذا۔ خلافت امامت سے جدا نہیں ہو سکتی

قولہ۔ یہ امر محض بے معنی ہے۔ کہ خلفاء اور ہوں ائمہ اور ہوں۔ ضرور ہے۔ کہ جو خلیفہ ہو وہی امام بھی ہو۔ جب اہل سنت جناب حسن سے امام حسن عسکری تک کو خلیفہ نہیں جانتے تو ان ائمہ کو بھی ایسے ائمہ نہیں مان سکتے جن کی اطاعت اور امر و نواہی میں قطعی طور پر فرض سمجھی جاسکے حضرت

اہل سنن سے صوفی مشربوں کے سوا شاید دس ہزار میں سے ایک ہی دوا ایسے نکلیں گے۔ جو خاندان
یہ غیر کے اماموں کے نام کو ترتیب کے ساتھ زبان پر نہ لاسکیں انہ

جب بقول آخر خلافت امامت سے جدا نہیں ہو سکتی۔ تو جو خلیفہ نہیں ہوا۔ اسکو امام کہنا
کے طرح درست ہوگا۔ اور جب حضرت حسین سے لیکر حضرت حسن عسکری تک کسی کو خلافت علی بنی نہیں
تو پھر اراد امامی اصول کی بنا پر وہ ائمہ کہے جانے کے کیسے مستحق ہوں گے خصوصاً بارہویں پچاسے
جسکا عدم اور وجود برابر ہے۔ جب صدیوں سے چھپے ہی رہنا تھا تو پیدا کا میکو ہوئے۔ نیز کیا حضور
ہے۔ کہ جس کی اطاعت لازم ہو۔ وہ معصوم بھی ہو۔ ماں باپ کی اطاعت فرض ہے۔ مگر وہ معصوم
نہیں ہوتے۔ باقی رہا اماموں کے نام کو ترتیب وار ادا کرنا۔ تو اگر کسی تمام ائمہ کا نام ترتیب وار ادا
نہیں کر سکتے۔ تو شیعی اور اہل کتب بتا سکتے ہیں۔ کہ حضرت زید یا خود حضرت حسن کی نسل سے کتنے بزرگ
اور ائمہ ظاہر ہوئے۔ و دہرے گروہ کو جانے دیجئے۔ خود و مذہب امامیہ کے اندر جو میں فرقتے ہیں۔ اور یہ رب
الگ الگ اپنے اپنے امام کے قائل ہیں۔ تو کیا وہ بزرگ خاندان رسول کے ائمہ کہے جانے کے مستحق
نہیں ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ کہ امام وہی مانا جائے جس کو شہادۂ عشری تسلیم کریں۔ آخر ائمہ عشری
بھی تو محض ایک فرقہ ہے۔ معتقد فرقہ ائمہ امامیہ سے اور بس۔ اگر یہی انصاف ہے۔ کہ جسکو ہم ماننے وہی
دیوتا۔ اور جسکو غیر مانے وہ پتھر۔ تو پھر آتش پرست۔ مجوس۔ ہندو۔ نصاریٰ۔ یہود و مسلمان امام صفا
کے اصول پر ناز کر کے ارشاد کر سکتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو خرافات کی کوشش فرما سکتے ہیں۔ کہ تم مجھے بزرگ
کا نام تک نہیں بتا سکتے کسی خاندان کے ائمہ کا ترتیب وار نام نہ بتا سکتا۔ کون مقصور ہے۔ اگر ہے تو ایسا
بھی ایسا کہنے سے قاصر ہیں۔ نہ خاندان رسول کے تمام ائمہ کا نام بتا سکتے ہیں۔ اور نہ اس کی صلاحیت
رکھتے ہیں۔ کہ جمیع انبیاء کے نام زبان پر لاسکیں۔ جو دنیا میں گزرے ہیں۔ اور اگر ان نبیوں کے بھی امام
تھے۔ تو کون جانتے اور کہتے تھے۔ کہ تم کہ اٹھارہ میں انبیاء جن کے نام خدا نے گنوائے ہیں۔ ان کے
جانشین اور اماموں کو تو یاد رکھتے۔ صرف گیارہ بزرگوں کے نام یاد رکھتے۔ وہ بھی محض خاندان حسین سے
سے متعلق تو کیا لکال کیا۔ یہاں سے امام حسن کے فرزندوں کو دماغ میں جگہ نہ دی۔ حالانکہ امامیہ جماعت
کا ایک گروہ اسی کا قائل ہے۔ کہ امامت حضرت حسن کے خاندان میں منحصر رہی۔ نہ کہ حسین علیہ السلام
کے خاندان میں۔ یہ جب ان ائمہ کی تعین میں امامیہ خود متفق نہیں ہیں۔ تو بے چارے سہی کس قدر

کو لئے ہیں۔ اس مقام پر ذیل کی عبارت کو ملاحظہ فرمنا۔ خالی از چسپی نہ ہوگا۔ جو جنات الخلود۔ و دیگر کتب سے ماخوذ ہے۔ اس سے ظاہر ہوگا۔ کہ امامیہ گروہ میں اصولی اختلاف باعث فرقہ بندی سے۔ چنانچہ صاحب جنات الخلود۔ جدول ہی وہم و جھڑن ہنکا۔ کدر میان انسان است وغیرہ ایشان بیزیل سرخی آسمانیہ میں خرمائے میں۔ از فرقہ شیخہ دوازده گروہ اند۔ کیسا آئینہ۔ ابتداء کیسان غلام اہل الرضین کہ بجا حسین محمد بن حنفیہ را امام داند و برنے حسن شترے را۔ محمد بن مریدان مختار بن ابی ابو عبیدہ ثقفی کہ محمد حنفیہ را مہدی موعود و در غار رضوی کہ در میں است زردہ و غائب داند۔ یا شمشیدہ کہ ناظم سپہ اور ابوالعزیز و امام داند۔ بنائیت۔ تابعان بنان بن سمعان سدی کہ ناظم فریب و حولی اند۔ ... نہ آئینہ کہ تابعان مذہب راجی کہ امامت را بعد ناظم محمد بن عبد اللہ بن عباس داند۔ صمد و قیہ و ناظم کہ امامت بہ امام جعفر صادق و ابوالمہدی موعود داند۔ رئیس ایشان امامت را از ان حضرت بدین ختم داند۔ مطلقیت۔ کہ امامت را در عبد اللہ افعی داند۔ اسمعیلیت۔ کہ اسماعیل سپہ آنحضرت را بعد از پدر ناظم و بناو ختم داند۔ انتر و توریہ۔ کہ امامت را بعد از اسماعیل بن ابی طالب و مستقل داند۔ یوسف و توریہ کہ امامت را امام موسی کاظم ختم داند و حدیث را امام قائم و ہوسعی صاحب تورات را سدر کردہ و برنے کہ در موت و حیات آنحضرت شک دارند۔ مسطوریت۔ و برنے کہ حزن بموت کفزد قطعیت و جعے کہ بحیات دے قایل اند۔ اشعی عشرت۔ مائیم کہ بدلائل عقلی و بعض جلی خلافت رسول خدا را بلا افضل مختص علی۔ و یا زردہ فرزندش الی عسکری و ہم ایشان را منصور و مفسر من الطافہ و انیم و بادشاہن صفویہ را مروج این مذہب دانیم۔ و السلام۔

اس عبارت سے چند باتیں حاصل ہوئیں۔ اول تو یہ کہ امامیہ بارہ فرقے ہیں۔ دوم یہ کہ صرف حضرت حسن تک تو یہ بارہویں متفق ہیں۔ آپ کے بعد سے ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی امامت کا منکر ہے۔ سوم یہ کہ امام کو غائب مانتا بھی امامیہ گروہ کا شیوہ ہے۔ اٹھارہ عشری بارہویں کو غائب کرتے ہیں کیسان محمد حنفیہ کو آخر اور غائب اور زردہ امام مانتے ہیں۔ محمد ثقفی جن نے یزیدی سلطنت کو تہ و بالا کر دیا۔ اور جن نے حضرت حسین کے خون کا انتقام لیا۔ وہ بھی حضرت حسین کے بعد آپ کے فرزند حضرت زین العابدین کا قائل تھا۔ حقیقی امام محمد بن حنفیہ ہی کو مانتا تھا۔ اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ کو مہدی موعود اور میں کی غار میں محض بتا بھی فروری عقیدہ تصور کیا پس

اس کے مذہب و اعتقاد کی بنا پر اثنا عشریہ کا بارہویوں کو غائب تصور کرنا حماقت ہوئی جاتی ہے حضرت
 صادق کو مہدی موعود اور امام غائب زندہ کہتے ہیں۔ دوسری جماعت اس کی تکفیر کرتی ہے۔
 اور موسوی کاظم کو زندہ و غائب بناتی ہے۔ غرض عجب کھینچا کھینچی ہے۔ اگر نیری ایک مثل ہے کہ
 جب ڈاکٹروں میں خود اختلاف ہے۔ تو غیر ڈاکٹر کیا بولیں۔ تو جب امامیہ خود ہی متفق نہیں کہ حضرت
 حسن کے بعد کون امام اصلی ہے۔ تو بے چارہ سنی کس ترتیب کو نگاہ رکھیں۔ اور کس کس کے پیچھے دوڑے
 پھریں۔ امامیہ میں علاوہ ان بارہ فرقوں کے ایک بڑی جماعت زیدیہ کی ہے۔ اور پھر یہ زیدی بارہ
 قسموں میں منقسم ہے۔ چنانچہ بذیل سرخی۔ التہذیب فیہ بھی صاحب جنات الخلود ارقام فرماتے ہیں
 در شعبہ دیگر از شیعہ اند۔ کہ امامت را بوصف دانند نہ بنص و ہر فاطمی را کہ خروج یہ سیف کنند و عالم و
 زائد و نجی باشد۔ امام دانند۔ بالفاظ دیگر امامت کے طریق تعیین میں بھی اختلاف ہے۔ جو میں فرقوں
 میں سے بارہ تو اسی کو امام جانتے ہیں۔ چون جانب اللہ مقرر ہوا ہو۔ اور باقیہ بارہ امامت کو منصوص
 نہیں یقین کرتے۔ ان کے نزدیک امام وہ ہے جو جہاد کرنے کی رکھتا ہو۔ اور علم و زہد سخاوت کیساتھ
 مرد میدان اور شجاعت بھی ہو۔ جو منہ چھپا کر غائب رہے۔ اور صدیوں دوست دشمن کو منہ نہ دکھائے
 ان کا امام ہی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ حضرت زید بن زین العابدین نے اسی اصول و صفت کی بنا پر حضرت
 باقر سے امامت میں جھگڑا کیا تھا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔ "لیس الاہام من الناس جلس فی بلیہ
 ترجمہ امام ہم میں کا وہ نہیں گھر میں بٹھ رہے۔ اور پردہ لٹکائے اور جہاد سے غافل ہو جائے۔ اور
 لیکن امام ہم میں وہ ہے جو اپنی سلطنت کی نگہبانی کرے۔ اور اللہ کے لئے الیہا جہاد کو جو جہاد
 کا حق ہے۔ اور اپنی رعیت پر ظلم نہ ہونے دے۔ اور اپنے متوسلین کی حمایت کرے۔ انتہا ان صفات
 سے کوئی صفت بھی اثنا عشری امام باقر میں پائی نہیں جاتی۔ آپ کی زندگی بزم اثنا عشری تقیہ میں
 بسر ہوئی اور وہ ناچھڑنا کیسا مارے ڈر کے بری حالت تھی۔ جب جیسا موقع دیکھا و لیا ہی بول دیا
 کبھی سنی کی حمایت کبھی شیعہ کی تردید۔ اس مقام پر یہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ کہ امام
 زین العابدین کے متعدد فرزند تھے جن میں سے ایک امام باقر بھی تھے۔ مگر باقر صاحب کے جملہ
 برادران بھائی کی امامت کے متکبر تھے۔ اصول کافی باب الاشارة والنص علی ابی جعفر میں مذکور
 ہے کہ جب بوقت رحلت امام زین العابدین نے رسول کے تہیابوں کا صندوق امام

باقر کے طے کیا۔ تو امام باقر نے بھائیوں نے اس میں میراث کا دعوے کیا۔ اور
 حضرت باقر کی امامت سے واقف ہوتے۔ تو پھر حضرت زین العابدین کے فعل
 کے خلاف دعوے کیوں کرتے یہاں سے یہ بھی ظاہر ہوا۔ کہ امام کا جانشین جو امام
 ہوتا ہے۔ اس کے متروکہ میں ارث جاری نہیں پاتا۔ جب ہی تو امام باقر کے علاوہ
 کسی فرزند کو باپ کا متروکہ صندوق اور اس کے پیار میں کچھ حصہ نہیں ملا۔ اور حضور
 انور کا یہ تبرک خلیفہ بن خلیفہ امام باقر کا متروکہ ہوا آیا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کی بیان کردہ
 حدیث مائتہ کنا کا صلہ قدر کیوں اعتراض وارو کیا جاتا ہے۔ اور غلک کے معاملہ
 کے معاملہ میں ارث نہ جاری کرنے پر امامیہ زبانیں کیوں دراز ہیں۔ بہر کیف اب
 حضرت عبداللہ محض کا بھی حال سننے کے قابل ہے۔ یہ حضرت حسن مثنیٰ کے بیٹے اور
 امام حسن کے پوتے ہیں۔ اور ان کی ماں فاطمہ بنت حسین تھیں۔ اس وجہ سے
 امام حسین شہید کربلا کے نواسہ میں۔ ماں باپ دونوں طرف سے سیادت خالص
 حاصل تھی۔ آپ اپنے بیٹے محمد کو جو نفس زکیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ امام بنانا چاہتے
 تھے۔ اصول کافی ص ۱۱۷ مطبوعہ لکھنؤ سے ظاہر ہے۔ کہ آپ نے حضرت جعفر صادق
 سے آکر بار بار کہا۔ کہ تم میرے بیٹے محمد کی بیعت کرو۔ اور اس کو امام مانو۔ حضرت جعفر نے غرر
 کیا۔ تو عبد محض نے فرمایا۔ کہ امام حسن نے امامت اپنی اولاد کو نہ دی۔ اپنے بھائی حسین کو
 دی۔ تو حسین کو کیا اختیار تھا۔ کہ اپنی اولاد کو امامت دے گئے۔ ان کو مناسب تھا۔ کہ اولاد
 حسن میں سے جو سب سے بڑا ہوتا۔ اس کو امامت دیتے۔ امام جعفر نے کہا۔ کہ حسین نے اپنی
 طرف سے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ رسولؐ کی وصیت اسی طرح تھی۔ مگر عبداللہ محض نے نہ مانا۔ اور
 بھی قابل ملاحظہ ہے۔ عبداللہ بن جعفر امام جعفر صادق کے بڑے بیٹے ہیں۔ اور بعد وفات
 اپنے پدر بزرگوار کے انہوں نے یہ معاملہ مرنی کاظم امامت کا دعوے فرمایا۔ یہ بزرگ عبداللہ
 اقطع کے نام سے مشہور ہیں جن سے فرقہ افطحیہ موسوم ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ حق تعالیٰ
 ہی اس پر شاہد ہے۔ جہاں ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں۔ افطحیہ بعد از حضرت صادق عبداللہ
 افطح پسر بزرگ اس حضرت باقرؓ کا ظاہر و باطن ہر دو معیوب بود۔ اس سبب امامت باقر
 منتقل نشد امام داند۔ دیکھئے ملا صاحب نے امام زادہ کی تعظیم کرنی ضرور نہ جانی اور

صاف صاف لکھ دیا کہ چونکہ ان کا ظاہر و باطن خراب تھا اس لئے امام نہیں ہو سکے خلاصہ
چونکہ اثنا عشری میں امدان کے مقابل میں موسیٰ کاظم علیہ السلام کو امام ماننے میں اس لئے اپنے
خلاف کو برا کہنے میں یہ پاک ہیں۔ لیکن امامیہ میں سے ایک بڑی جماعت ان کی امامت کی
قابل ہے۔ امدان کو حضرت موسیٰ کو بہتر جانتی ہے۔ ہنگو یہاں اس سے بحث نہیں کہ
برحق کون ہے مقصد صرف اتنا ہے کہ دونوں فاضلان رسول کے امہ ہیں۔ اور امام زادہ
ہونے میں برابر اور دونوں کے جان نثار اور معتقد گزر رہے ہیں تو اس اختلاف کے
رہتے ہو۔۔۔ ناب اثر ہم سے کس ترتیب کے طلوع گاہ ہیں۔ اور کیوں ہم کو اپنی امامت
کی طرف بلاتے ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ امامت کی تعیین میں امامیہ خود مختلف ہیں۔
کوئی امامت کو برض بتاتا ہے۔ کوئی بالوصف۔ کوئی تین ہی کا قائل ہے۔ کوئی پانچ کا۔
کوئی سات کا قائل ہے۔ تو کوئی بارہ کا۔ کوئی کسی کی اولاد کو امامت سے محروم بناتا ہے کوئی
کسی کی اولاد کو امام مانے لیتا ہے۔ کوئی ان بزرگوں میں سے کسی کو برا کہتا ہے۔ کوئی اسی کو اپنا سر تاج
اور امام تصور کرتا ہے۔ مگر اہلسنت کے نزدیک بنی فاطمہ میں سے کسی نے کبھی ایسی امامت کا دعویٰ
نہیں کیا۔ جو شیعوں نے فرض کر لیا ہے۔ لطف بالائے لطف یہ بھی ہے کہ ائمہ اثنا عشریہ خود اپنی امامت
کے منکر بھی ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اصول کافی بحال السالمین اور مختار میں بزم معتبر مروی ہے کہ سعید کہتا
ہے۔ میں امام جعفر کی خدمت میں موجود تھا۔ وہ آدمی آئے۔ اور انہوں نے اہل مجلس سے پوچھا کہ
تم میں کوئی امام مقرر علی الطاعت ہے؟ امام جعفر نے فرمایا کہ ہم اپنے گروہ میں کسی ایسے شخص کو
نہیں جانتے۔ انہوں نے عرض کی کہ کوفہ میں بعض لوگ پتہ دیئے ہیں کہ تم میں ایسا امام ہے۔ اور
وہ جھوٹے نہیں۔ اس لئے کہ بڑے متقی ہیں۔ اور عبداللہ بن یعفور بھی ابی میں ہیں۔ امام نے
فرمایا کہ میں نے ان کو اس اعتقاد کا حکم نہیں کیا۔ اس میں میرا کیا گناہ ہے؟ واضح رہے کہ
امام جعفر صادقؑ کو تقیہ جائز نہ تھا۔ دیکھو بکار الانوار و کشف الانوار جلد نہم ص ۳۳ مطبوعہ طہران
لہذا یہ عبارت تقیہ پر بھی محمول نہیں کی جا سکتی۔ اور جب یہ انکار امامت خود جعفر صادقؑ سے
پایہ ثبوت کو پہنچا۔ تو انہر من الشمس ہو گیا۔ کہ شیعی امامت کا وجود لاشعہ ہے۔ حتیٰ کہ خود اثنا عشری
ائمہ بھی اس کے منکر ہیں۔ حضرت امام حسن کی اولاد میں سے قریب قریب کسی کو بھی اثنا عشری
امام نہیں ملتے اور حسنی سلسلہ سادات کے ائمہ حسینی سلسلہ کے سادات میں سے کسی کی

کے قائل نہیں۔ امام زین العابدین کی اولاد میں اکثر یہی ہوتا آیا۔ کہ ہر امام کے بھائی اپنے اقوال و اعمال سے نص امامت کی تکذیب کرتے رہے۔ جیسا کہ اوپر گزرا اور جیسا کہ بعد کو حضرت جعفر ثانی نے کیا۔ صورت اس کی ہوئی کہ امام حسن عسکری جب کو اثنا عشری اپنا گیارہواں امام تصور کرتے ہیں۔ جب لا ولید مر گئے۔ تو اس جماعت کو بڑی وقت لاحق ہوئی۔ اور اس مثل سے یوں نجات کی ٹھکانی گئی۔ کہ بڑی دیر کے بعد فرض کر لیا گیا۔ کہ آپکو ایک بچہ کیسی نوٹدی سے پیدا ہوا تھا۔ جسکا نکاح آپ سے خواب میں ہو گیا تھا۔ وہ بچہ غائب ہو گیا۔ وہی امام ہے۔ اور اس بچہ کی پرورش کے جہانے چند مکی رقعات سفیرین کو حاصل کیں۔ لیکن۔ جنکی وار و گیر خلیفہ وقت نے شروع کی تو پھر زندہ کی موقوفی ہوئی۔ بہر حال جب حضرت جعفر بزرگ حضرت حسن عسکری سے دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے اس افترا کی تردید کی۔ اور اسی غصہ میں اثنا عشری نے آپ کو جعفر کذاب کا لقب عطا فرمادیا۔ اور اس طرح اپنے گیارہویں امام کے بزرگ معظم کو جھوٹا۔ اور مفتری قرار دیکر محبت و عظیم اہل بیت کا ثبوت پہنچایا۔ واہ اثنا عشری بھائی واہ۔ افترا کرد خود۔ جو اس افترا کی تردید کرے مفتری کہہ دو۔ یہ تمہارا ہی کام ہے برعکس نہ ہند نام زنگی کا فور۔

حضرت شیعہ اثنا عشری حضرات حسین کے بعد بنی فاطمہ میں سے فقط آٹھ ہستی کو امام مانتے ہیں اور انہیں آٹھ کی اتباع پر اپنے مذہب کو اہلبیت کا مذہب بتاتے ہیں۔ (حالانکہ ان آٹھ میں بھی ایسے ائمہ گذرے ہیں۔ جنہوں نے اہلسنت کے مذہب کے موافق عمل کیا۔ اور عمل کرنے کا حکم دیا جس اثنا عشری کہتے ہیں۔ کہ ان کا باب کرنا نفیہ کی بدولت تھا۔) بی بی فاطمہ کی بقیۃ اولاد کو قطعاً امامت سے محروم تصور کرتے ہیں۔ بلکہ بغض افراد جو اسی طرح بنی ہاشم اور حسینی میں جب بطرح ائمہ اثنا عشری ان کو برا بھی کہتے ہیں۔ شیعوں کا دوسرا گروہ جو زیدہ اسمعیلیہ کیسائیہ وغیرہ کے ناموں سے موسوم ہے۔ اثنا عشری اماموں کو نا اہل و ناقابل امامت سمجھا ہے۔ اور اعتقاد رکھتا ہے۔ کہ یوگ ہرگز امام نہ تھے پس لازم آیا۔ کہ خاندان رسول و اولاد فاطمہ میں بے حد ائمہ ایسے گذرے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے دعویٰ امامت کو مردود و تصور کرتے تھے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ کیسی نص امامت تھی۔ جس نے نہ صرف اہلسنت کو غافل رکھا۔ بلکہ خود امامیہ جماعت کو کسی خاص تعداد یا افراد

پر مجتمع نہ ہونے دیا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ خود اہلیت کو بھی اثنا عشری اصول کی حقانیت سے پیغمبر
 لکھا۔ حالانکہ گھر والے گھر کی باتوں سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ اگر اہل بیت کیلئے نص اہلیت
 تھی۔ تو جملہ اہلیت کو تو اس سے کما حقہ آگاہ رہنا تھا۔ وَاللّٰہُ سَیَعْلَمُ
 ناچیز۔ سید صالح حسین شوق عفی عنہ مبارک لیں چھپرہ۔ ضلع سارن ۱۱ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ

مناجات عبدی

آمرزگار سن لے پروردگار سن لے

کچھ کہہ رہا ہے تجھ سے اک شرمسار سن لے
 چشم کرم کا صدقہ آمرزگار سن لے
 تو جو نہیں سنیگا ہے کون سنتے والا
 دونوں جہاں کس خلق پروردگار سن لے
 پھر کوئی دشمن کستہ رورو کے کہہ رہا ہے
 اے بکیوں کی اور ایک بار سن لے
 آنکھوں اشکِ عمرت لب پہ صدائے توبہ
 اب دل ہی تیرا بندہ ہو شرمسار سن لے
 ناشاد بکیوں کو ادا شد اگر نیوالے
 بے آس ہو رہا ہے امیدار سن لے
 سجدے میں روکے کوئی لیتا ہے نام تیرا
 تجھ کو پکارتا ہے اک بقیرار سن لے
 مجرم کی التجا ہے۔ ناشاد کی دعا ہے
 آمرزگار سن لے پروردگار سن لے

دیر تیرے کھڑا ہے۔ غمگین حال عبدی

کچھ تجھ سے کہہ رہا ہے وہ بار بار سن لے

تشیع عبدی از لولہ پٹی

ایک پختہ نظر کی رؤیت

اہل شیعہ کے مشہور مولوی سید بیل حسین شاہ صاحب مکہ کوٹ شاہ کر ضلع جنگ اس دفعہ محرم کا وظیفہ لکھنے کی خاطر فونہ میں تشریف لائے تھے۔ آپ نے مذہبی دستہ کے مطابق اہل بیت کی محبت کے پروردگار میں جہاں کو صلیب کا نے کیلئے کئی قسم کے جال بچھائے۔ اور کہیں جوش میں آکر یہ بھی کہہ بیٹھے کہ اہلسنت کا نہ وضو صحیح ہے۔ اور نہ نماز اور نہ ان کے چار امام امامت کے مستحق ہیں۔ اور ساتھ ہی اہل سنت کے علماء کو مناظرہ کے لئے چیلنج بھی دیدیا

سن کر فروکہ اور گردونواح کے باہمت مسلمانوں نے اسی عین مولوی چراغ الدین صاحب کو (جو کہ سیوال کے جلسہ محرم میں شرکت فرما تھے) طلب کر لیا۔ آپ مولوی قاسم نور صاحب بلوی و مولوی کرم الدین صاحب خوشابی و مولینا سید حسین شاہ صاحب ہراتی کفایت میں علی الصبح فروکہ پہنچ گئے۔ اور ادھر سے علاقہ کے علماء و جناب استاد ذوالحجۃ مولوی عطاء محمد شاہ صاحب و مولوی اکبری بخش صاحب و مولوی عبدالحی صاحب گل کوٹی و مولوی عبدالعزیز صاحب بھی ساتھ شامل ہو گئے۔ ضلع دار صاحب نہر کے مکان پر سید بیل شاہ صاحب کا قیام تھا۔ وہاں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ علیک سلیک اور تعارف شخص کے بعد مسائل مذکورہ پر تبصرہ کے متعلق مطالبہ کیا گیا۔ سید بیل شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ میری کتابیں یہاں ساتھ نہیں میرے گھر میں ہیں جن کے بغیر ثبوت مدعا ظاہر ہے۔ کہ وہ نہیں سکتا۔ تاہم یہ مناظرہ معین کر دیجئے۔ انشاء اللہ ساتھ لاؤں گا۔ اور خوب ثابت کر کے دکھاؤں گا۔ کہ سنی لوگ وضو میں پاؤں کو غلط دھوتے ہیں اور نماز میں ہاتھ باندھنا مطلقاً منع ہے۔ اور وہ کتابیں اہل سنت و الجماعت کی ہوں گی۔

مولوی چراغ الدین صاحب اگر وہ کتابیں ہماری ہیں۔ تو آپ کو گھر جانے اور تکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ جو کتاب کہو اور جس مطبع کی کہو یہاں موجود کئے دیتے ہیں۔

بلکہ شاہ صاحب چونکہ وہ کاپی جبر میں نے دن مسائل کا نوٹ کیا ہوا ہے۔ وہ بھی گھر میں ہے اور وہ کتابیں بھی گھر میں ہیں جن سے نوٹ لئے گئے ہیں۔ ہذا مناظرہ بغیر ملے سرگز نہیں ہو سکتا۔ مولوی صاحب، شاہ جی آپ کاپی کا بھی فکر نہ کریں۔ یہ کونسی بڑی مصیبت ہے۔ وضو کا مسئلہ

باب الوضوء میں ملے گا۔ اور نماز کا کتاب الصلوٰۃ میں۔ اگر آپ کو تنہا دیکھنے کی تکلیف ہو۔ تو میں اور مولوی عظیم اور مولوی عبدالسلام آپ کی کافہ بٹائی کر لیں گے۔ اور مل ملا کر فوراً دیکھ لیں گے۔
 شاہ صاحب :- اسی مناظرہ کی تاریخ مقرر کر دیں تو اس میں کیا حرج ہے۔

مولوی صاحب :- زندگی کا کیا بھروسہ ہے۔ پھر ایا موقوفہ کتب ملتا ہے۔ آپ مہربانی کیجئے۔ کتابوں کا نام لیجئے۔ تاکہ منگوائی جائیں۔ یا صاف فرما دیجئے۔ کہ جوش میں یہ غلط کلمے منہ سے نکل گئے ہیں۔
 درندہ جیلہ حوالہ اور مثال مثولہ سے کام چلنا مشکل ہے۔

بلبل شاہ صاحب :- خداداد آپ کچھ کہیں اسوقت ... مناظرہ کیلئے ہرگز تیار نہیں۔

مولوی صاحب :- افسوس صد افسوس اس ہمت پر اتنا جانچ دینا۔ آج اگر ہمارے ذمہ و ضرور میں پڑیں کاغذ کتاب اللہ اور کتب اہل شیعہ سے ثابت کرنا ہوتا۔ تو آپ دیکھتے کس رنگ میں ثبوت دیتے اب بھی اگرچہ آپ پہلو نہی کر رہے ہیں۔ اور احقاق حق سے کنارہ کشی فرما رہے ہیں۔ تو مجھے ہم ابطال باطل کئے دیتے ہیں۔ اور آپ کو اپنے مذہب کی صحیح ترین کتاب استبصار کے حوالہ سے دکھائے دیتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو وضو سکھایا تھا اس میں پاؤں نہ دھو کر صرف دھو لیا تھا۔ بلکہ تخیل الاصابہ تک کی تاکید فرمائی تھی۔

یہ کہہ کر مولوی چراغ دین صاحب نے کتاب استبصار کا ص ۳۷ نکالا اور یہ روایت پڑھنی شروع کر دی۔ مروی محمد بن الصغار عن زید بن علی عن ابیہ عن جدہ عن امیر المومنین قال جلسنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما غسلت قدحی قال یا علی خلل بین الاصابہ فلا تحرق بالنار۔ (انتہی المختص)

ترجمہ :- حضرت امیر المومنین روایت فرماتے ہیں کہ میں بیٹھا وضو کر رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ جب میں نے پاؤں دھوئے۔ تو حضور نے فرمایا۔ اے علی! ہذا انگلیوں کا بھی خلال کرنا کہ آگ میں جلنے سے بچو۔ جب اس کا ترجمہ مولوی صاحب نے پنجابی زبان میں فصاحت کیساتھ سامعین کو سنایا تو اہل حق کی زبان سے نورِ حق پس بلند ہوا۔ اور حریف کے منہ پر ہوا اسیارٹنے لگیں۔

مگر قرآن جائیے ان کی ڈھونڈائی پر کہ شیعہ مولوی نے جرحہ کہہ دیا کہ ہم اس روایت کو نہیں مانتے۔
 مولوی صاحب :- کہیں حضرت یہ آپ کی کتاب نہیں۔ یا مصلح اربعہ میں سے نہیں۔ یا آپ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول و فعل سے بیزار ہیں۔

بلبل شاہ صاحب۔ یہ ہماری کتاب ہے۔ مگر اسے ہم صحیح نہیں کہتے۔ استادنا المحترم نے بات کا کلمہ فرمایا پھر غلط کہتے ہو گئے۔ کہا نہیں صاحب ہم ان چار کتابوں کو صرف کتب اربعہ کہتے ہیں۔ ان کے اندر صحیح کا لفظ ہوا ان کی صفت میں کمین ملے گا۔

مولوی صاحب نے دیا چہ کے اندر سے ایک ایسی عبارت دکھادی جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ اس کتاب میں وہ احادیث جمع کی گئی ہیں جنکی محنت پر اجراع ہو چکا ہے۔

بلبل شاہ صاحب۔ یہاں کتاب کا لفظ کہاں ہے۔

مولوی صاحب۔ انیسویں کو کسی کورے سے واسطہ پڑ گیا۔ شاہ جی ! آپ کو کچھ عرصہ سے بھی واقفیت ہے۔ اگر ہے تو ایک سطر تو اپنی اس کتاب کی نیاز مند کے سامنے صحیح پڑھیں۔ اور سطر کے بدلے سورہ پیدہ طور انعام بھی مجھ سے لیجئے۔ شاہ صاحب نے جوش میں آپ کو مٹا کر دینے لگا۔ مگر دئے ناکامی کہ آخر کی بجائے امر پڑھ بیٹھے۔ اور اجراع کی جگہ اجراع جس شیعہ سنی ہے ساختہ ہنس پڑے۔ پھر یہی عبارت ہمارے درس کے ایک کم سن اور کم استعداد شیعہ محمد نامی طالب علم سے مولوی صاحب نے پڑھوائی جو فر فر پڑھتا چلا گیا۔

بلبل شاہ صاحب۔ مولوی صاحب ! ان چار کتابوں کو چھوڑ دو ہم اس حدیث کو بدیں وہ جنہیں مانتے۔ کہ یہ مخالف قرآن ہے قرآن کریم کی آیت سے پیرو نکاح صحر حنا ثابت ہے۔

مولوی صاحب :- آپ کا مناظرہ میں آتا ہی مبارک۔ فرمائیے کہ قرآن میں ارطلم بھڑا نام ہے یا کبیر لام اور عطف اس کا برو سک پر ڈالو گے۔ یا ایدیکم پر ذرہ ترکیب کر کے دکھائیے۔

بلبل شاہ صاحب :- جناب عطف اس کا واسطہ پڑ گیا۔ دہم طالب علموں نے یہ جاہل نحویت دیکھ سن کر خوب قہقہہ لگایا۔ ضلعدار صاحب نہر نے جو کہ خاندان سادات سے ہیں۔ اور مذہب شیعہ رکھتے ہیں۔ اپنے شیعہ مناظر مبلغ کے علم سے اب خوب واقف ہو چکے تھے۔ نہایت منصفانہ انداز میں فرمایا کہ مولوی صاحب یہ نحوی بحثیں ہمیں سمجھ نہیں آتیں۔ آپ ذرا میری تشریح کیوں اسطے آیت یتیم کی تلاوت فرمائیں۔ اور اس کا صحیح معنی مجھے سمجھائیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے آیت شریف تلاوت فرمائی۔ اور ترجمہ کیا۔ ضلعدار صاحب نے فاسمہ اور حکم و ایدیکم پر سوال پیش کیا۔ کہ اس

علی الوجود علی الید سے یہ ثابت تھا ہے۔ کہ تیمم میں جن اعضاء پر مسح آیا ہے۔ یہ خلیفہ غسل کا ہے۔ چنانچہ سر اور پاؤں پہلے مسح تھے۔ تیمم میں انکا مسح ساقط ہو گیا۔

مولوی صاحب نے فرمایا جناب والا یہ قیاس مع الفارق ہے۔ اگر تیمم میں صرف منہ اور ہاتھ کا مسح غسل مفروض کا خلیفہ ہوتا تو حالت جنابت کے لئے یہ تیمم کافی نہ ہوتا۔ بلکہ سارے بدن پر مٹی ملنا پڑتی۔ کیونکہ وہاں سارے بدن کا دھونا فرض ہے۔ اس صحیح جواب کو ضلع دار صاحب نے نہایت انصاف سے تسلیم کیا۔

اور مولوی صاحب نے اب دوسرے مسئلہ پر توجہ دلائی کہ شاہ صاحب نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ اہل سنت والجماعت کی کتب معتبرہ میں نماز کا تھک چھوڑ کر پڑھنے کا حکم ہے۔ لہذا ایفائے عہد کی طلب ہے۔ کتابوں کا نام ارشاد فرمائیں۔ جو پیش کیجائیں۔ مگر شاہ صاحب نے وہی پہلا جواب دیا کہ کتابیں گھر میں۔ اور نوٹ بک بھی گھر ہے۔ تاریخ مناظرہ مقرر پر حاضر ہو کر ثبوت پیش کرونگا

ضلع دار صاحب اور دیگر معززین شرکاء اجلاس نے مولوی لیل شاہ صاحب کی قابل رحم حالت کو جب پورے طور پر ملاحظہ فرمایا۔ اور سمجھا کہ ان کی زبان قال نہ سہی زبان حال ضرور کہہ رہی ہے۔ آزاد مجھ کو کر دے اور قید کر نیوالے۔ میں بے زبان ہوں قیدی تو چھوڑ کر دے اے مولوی صاحب سے مقرر ہو کر آئندہ مناظرہ کیلئے ۲۰ جون کی تاریخ منوالی اور جلسہ ختم ہونے پر نعرہ تلکیر بلند ہوا۔

۲۰ جون کے جلسہ مناظرہ کی اطلاع واللہ اعلم کیسے طرح تھا نہ میں بھی پہنچ گئی۔ تاریخ مقررہ سے ایک ہفتہ پہلے جناب سب انسپکٹر صاحب کھانہ ساہیوال نے مقام فروکہ میں تشریف لا کر فریقین کے ذمہ دار اشخاص کو حفظ امن کی ضمانت دینے کیلئے امر کیا۔ اہل سنت والجماعت کی جانب سے عابجاہ حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عبداللہ صاحب سیالوی سلمیہ ورائے خدا بخش ورائے شیر محمد صاحب ڈھڈھی و جناب حاجی میاں اللہ داد صاحب کلیا رئیس کوٹ گل و استاذ المہترم اور شہر فروکہ کے دیگر معزز مسلمان وغیرہم برسر موقوفہ موجود تھے۔ جناب حاجی

میاں اللہ داد صاحب نے بیس ہزار کی ضمانت اہل سنت کی جانب سے پیش کر دی۔ مگر اہل
شیعہ کی جانب سے یہ وجہ کسی نے نہ اٹھایا بلکہ ان کے سربراہ اور وہ اشخاص نے مطلقاً بیزاری
ظاہر کی۔ وقال الذین استعولوا ان لنا کلمۃ فلتنبہو منہم کما تنبہو رومنا کذا لک علیہ
اللہ اعلم احسن حسرات علیہم۔ طرفہ یہ کہ افتراق کی آگ از خود لگا کر اتفاق اور اتحاد کا
ماگ بھی الاپنا شروع کر دیا۔ اور تاریخ معین پر اہل حق حسب عہد مقام مقررہ پر حاضر ہو گئے
اور ارڈر بنک پر خوب تبلیغ و تلقین ہوتی رہی۔ مگر فرقہ ثانی تشریف نہ لاسکے۔ فقط والسلام
(باقم آثم احمد بخش قوم ہنیرا۔ منعم مدرسہ اسلامیہ واقع کوٹ (اللہ یا غافر کو فضلہ نگر کوٹ)

تقریر داری اور اسلام

(از مولانا حافظ محمد شفیع صاحب)

اب کے عشرہ محرم پر ظفر وال ضلع سیالکوٹ کے شیعوں نے لکھنؤ سے ایک مولوی صاحب
منگوائے۔ جنہوں نے عشرہ کے دن بمقام جامع مسجد ظفر وال ایک اچھا خاصا طول طویل
وعظ فرمایا۔ اور تقریر داری کے جواز کے متعلق بہت کچھ کہا۔

پہلے حدیث ثقلین بیان فرمائی۔ پھر فرمایا کہ حدیث میں ہے۔ کہ ایک صحابی جب اپنے والدین
کی قبر معلوم نہ تھی۔ حضور صلعم نے فرضی قبر بنا کر اس پر بوسہ دینے کا حکم دیا۔ نیز تقریر تصویر غیر ذی
روح ہے۔ شرعاً ممنوع نہیں۔

قرآن شریف کے کاغذ جب تک سادہ ہوں۔ ان کی کوئی تعظیم نہیں کیجاتی لیکن جب اس پر
قرآن شریف کی نقل ہوتی ہے۔ تو وہ کاغذ بھی قابل تعظیم ہوتے ہیں۔ اس طرح تصویر یا نقل قبول
حسین بھی قابل تعظیم ہے۔

عرض جواز تقریر کے متعلق جو دلائل مولوی صاحب نے پیش کئے انکا خلاصہ یہی ہے۔
شیعہ صاحبان مولوی صاحب کے گیت گانے لگے۔ کہ واجبی داہ مولوی صاحب نے آج کمال
کر دیا۔ کئی سادہ دل اہل سنت بھی محبت اہل بیت کی آڑ میں تقریر داری کی بنظر استہسان دیکھتے
لگے۔ اس لئے ان کی تسلی کیلئے میں نے ایک دوست کی معرفت تقریر داری کے متعلق مولوی

صاحب سے چند ایک سوالات کئے۔ مولوی صاحب نے پڑھ کر کہا میں انکا جواب تحریر کر دوں گا مگر مولوی صاحب نے اس کے بعد دو تین دن غفلت والے میں قیام کیا۔ مگر افسوس کہ باوجود تقاضائے شدید کے بغیر ایسے عہد تشریف لگئے۔ اور مناسب معلوم ہوا کہ عوام الناس کے فائدے کیلئے ان سوالات کو شائع کر دیا جائے

(۱) حضور صلعم نے فرمایا کہ میں اپنے بددو چیز میں چھوڑ چلا ہوں۔ قرآن شریف اور اہلبیت اگر مسلمان انکا اتباع کریں تو کبھی گمراہ نہ ہوں۔

معلوم ہوا کہ قرآن شریف اور طریق اہلبیت کے خلاف چلتا مگر اہی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ قرآن شریف سے تعزیر داری ثابت ہے۔ اگر ہے تو کس آیت سے نیز کیا اللہ اہلبیت نے تعزیر داری کی بنا کر نیک حکم فرمایا۔ اس کے متعلق اگر کوئی صحیح روایت اللہ اہلبیت سے مروی ہو تو مع حوالہ بیان فرمائی جائے۔

(۲) ہندو لوگ مندروں میں مورتیوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ انکی منتیں مانتے مانتے ہیں۔ ان پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ ان سے حاجتیں مانگتے ہیں۔ فریادیں کرتے ہیں۔ ان کو حاجت روا سمجھتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

بجینہ ہی معاملات تعزیر داری تعزیر سے کرتے ہیں۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ اگر یہ سب افعال تصویروں سے جائز ہیں۔ تو ہندوؤں کو مشرک کیوں کہتے ہو۔ کیا قرآن شریف یا اللہ اہلبیت سے ثابت ہے۔ کہ اگر یہ معاملات تصویر ذی روح کیساتھ ہوں۔ تو بت پرستی اور داخل شرک ہیں۔ اور اگر تصویر ذی روح کیساتھ ہوں تو کار تو ہے۔ ا۔ ہا تو اب رہا حکم ان کنند صادقین۔ (۳) کیا تعزیر داری فرض ہے۔ واجب ہے۔ سنت ہے۔ یا محض امر مباح۔ اگر فرض نہیں۔ واجب نہیں۔ سنت نہیں۔ محض امر مباح ہے۔ تو برآئینہ لا تقولوا دأعنا دأقولوا نظر فنا۔ کیوں واجب الشرک نہیں۔

یعنی راغنا یا رسول اللہ کہنا مسلمانوں کیلئے جائز تھا۔ مگر جب اس نعت کے استغفال سے کفر (توہین نبی صلعم) کی تائید ہونے لگی۔ تو اسکا استغفال ممنوع اور حرام قرار دیا گیا۔ اسی طرح اگر محض تصویر غیر ذی شرعاً مباح ہے۔ تو جب اس نوع مباح کے ارتکاب سے ہزار بار

لوگ شرک بنتے ہیں۔ نفاس کا ترک کیوں واجب نہیں۔

(۴) اگر تصویر قبر کی زیارت سے اصل زیارت کا ثواب ملجاتا ہے۔ تو کیا روحہ رسول صلعم یا خانہ کعبہ کی تصویر وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر نہیں تو کیوں۔ اگر ہے۔ تو کیا قرآن شریف یا اللہ اہلبیت سے اس کی سند ہے۔

(۵) غیر ذی روح کی تصویر کا ثواب سمجھ کر بنا نا پھر اس کو واجب التعلیم سمجھنا کیا شرعاً جائز ہے۔ قرآن شریف یا اللہ اہل بیت اس کی سند ہو۔ تو بیان فرمائی جاوے۔

(۶) اگر گھڑیہ بنانا کا ثواب ہے۔ تو دیدہ دانستہ قصداً صحیح و سالم کو شکستہ کر نیا لاکون ہے جسم انسان کو سپرد خاک اسوقت کیا جاتا ہے۔ جب روح اس سے پرواز کر چلے۔ قرآن شریف کے بوسیدہ اوراق اس لئے دفن کئے جاتے ہیں۔ کہ کھلا اور پرگندہ رہنے سے بے ادبی نہ ہو۔ لیکن تعزیر چنگے جھلے کی پیدیاں توڑ کر کیوں دفن کرتے ہو۔ کیا یہ قبور اولیا سے استہزاء نہیں۔ (۷) کتاب من لا یحضر الفقیہ جواہر الشیع کی ایک نہایت نفیس کتاب ہے۔ اسمیں مذکور ہے من جدید قبواؤم مثل مثلاً فقد خرب حج عن الاسلام۔ اقول فیہ اقولہ من مثل مثلاً ائمہ ابداء بدعتہ ودعا الیہما ووضع دیناً فقد خرب حج وقولی فی ذالک قول الاممۃ۔ یعنی جس نے قبر کی نقل کی یا کوئی مثال بنائی یعنی برعہ نکالی اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا۔ اور ایک بنادین پھرایا۔ تو وہ اسلام سے خارج ہوا۔ یہی قول ائمہ کا ہے۔ کیا تعزیر پرست اس کے مصدق نہیں۔

(۸) تعزیر کی تاریخ پیدائش کیا ہے۔ اور اس کا موجد کون تھا۔

(۹) اوراق قرآن کی تعلیم تو ہم اس لئے کرتے ہیں۔ کہ ان میں بعینہ وہی قرآن مذکور ہے جو حضور صلعم پر نازل ہوا۔ مگر کیا تصویر تعزیر میں جسد اطہر شہداء کا موجود ہے۔ کہ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔

(۱۰) والدین کی فرقی قبر بنا کر اس کو بوسہ دینا۔ یہ حدیث کس کتاب میں ہے۔ اور اس کا راوی کون ہے۔ کیا یہ جعفر صلعم پر بہتان نہیں۔ (تکلیف عشرہ کا جلد)

(احقر العباد محمد شفیع غفرلہ۔ مبلغ اسلام۔ ظہر وال۔ جامع مسجد ضلع سیالکوٹ)

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(از سید عبدالغفار صاحب ملتانی -)

آجکل ہر شخص کی زبان پر بس لفظ بدعت ہی بدعت ہے۔ خواہ کہنے والا خود بدعت کی حقیقت سے واقف ہو۔ یا نہ۔ بدعت بدعت بیکار کرنے والوں نے لوگوں کے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ بلکہ کھانے پینے جلنے پھرنے میں ڈر ہو گیا ہے۔ کہ کہیں بدعت تو نہیں۔ اس پر غضب یہ کہ ہر بدعت کو سید کہہ دیا کرتے ہیں۔

بدعت کی دراصل پانچ قسمیں ہیں۔ حرام۔ مکروہ۔ واجب۔ مستحب۔ مباح۔ بدعت مکرہ وہ ہے۔ کہ عقیدہ نئی بات نکالے۔ جیسے مذہب قدرتیہ۔ جبرتیہ۔ مجسمیہ۔ اور کرامتیہ جو خدا نے تعالیٰ کو عرش پر قرار پایا ہوا سمجھتے ہیں۔ شدے پرستی۔ اور جھنڈے پرستی وغیرہ وغیرہ۔ بدعت مکروہہ جیسے نقش نگار کرنا مساجد میں وغیرہ۔ بدعت واجبہ جیسے قرآن وحدیث کے معنی سمجھنے کیلئے صرف ونحو لغت و معانی۔ دیبان کا پڑھنا وغیرہ۔ بدعت مستحبہ جیسے مدرسہ بنانا مسافر خانہ بنانا۔ صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا وغیرہ۔ بدعت مباح جیسے قیمتی کپڑے پہنا اور اقسام کی قمیص کھانا۔ بشرطیکہ حلال اسکے پیسوں سے ہو۔

میلاد بھی واقعی ایک بدعت ہے۔ مگر بدعت حسنہ۔ اس کے اصل کا پتہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے لگایا ہے۔ فرماتے اصل اس کی ظاہر ہوئی مجھ کو حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مدینہ میں پایا یہود کو دن عاشورہ کے دو روزے رکھتے تھے پس سوال کیا ان سے۔ کہا انہوں نے کہ یہ وہ دن ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات ہوئی اور فرعون کو خدا نے غرق کیا تھا۔ پس ہم روزہ رکھتے خدا کی شکر گزاری کا۔ پس کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم احق زیادہ ہیں ساتھ حضرت موسیٰ کے تم سے۔ اور اس دن روزہ رکھا آپ نے اور حکم کیا وہ رکھنے کو۔ پس سمجھا گیا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کی واسطے عمل میں آیا جو اس دن معیت میں شر کو دفع کیا۔ اور نعمت کو بھیجا۔ اور جب دور کر کے پھر وہی دن آدے تو اسکو نظیر یاد گاری کا شکر ہر سال بجالایا جاوے۔

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روزِ دین معین میں پیدائش کے حالات واقعات اور معجزے ظہورِ نبوی ہو گئے۔ بیان کرنا اور ستائشِ محبت اور کارِ ثواب ہے۔

مفتی مسبقہ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام نووی سے روایت نقل کی ہے۔ کہ پہلے زمانہ میں بہت نیک بدعت نکلی ہے۔ کہ ہر سال جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا روز آتا ہے فقراء کو صدقہ دیتے ہیں۔ نیک کام خیرات کے بجالاتے ہیں۔ زینت اور خوشی ظاہر کرتے ہیں اس میں فقر اور احسان ہوتا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم و جلالت و شان جو اس خوشی کے منانے والے دل میں ہے۔ اس کی علامت ظاہر ہوتی ہے ایک حکم حبّ القلب لفظہ بالبدن۔ یعنی دل کی محبت لفظ سے دینے لینے میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور ایسے رسول کریم کو کو جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین کر کے بھیجا ہے۔ اس کی شکرگزاری بھی عیان ہوتی ہے۔

میلاد میں شام کی وقت دست بستہ کھڑے ہونا یہ بھی بدعت حسنہ ہے شیخ نور الدین علی شیدائسی نے روایت کی ہے کہ شیخ الاسلام حافظ تقی الدین سبکی الشافعیؒ کے درس کی مجلس میں ایک روز اکثر علماء و فضلاء حاضر تھے۔ وہاں کسی نے ابو زکریا عیسیٰ بن یوسف کے نعتیہ قصیدے کی تین بیتیں پڑھیں۔ سب حضار مجلس تعظیم کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت شیخ الاسلام بھی کھڑے ہو گئے۔ اور آپ کا کھڑا ہونا اس فعل کے مستحب ہونے پر دلیل ہے۔

اس کے علاوہ دربرنگان جیسے مولینا شیخ عبدالحق دہلوی۔ مولینا شاہ ولی اللہ محدث اور مولینا عبدالعزیز اور تمام علماء متاخرین محفل میلاد میں شریک ہوتے تھے۔ اور سلام کی وقت بے تکلف دست بستہ کھڑے ہو جاتے تھے۔

اور اکثر علماء و محدثین کا ملین نے اپنی دارین کی سعادت جانکر آنحضرت کے مولود شریف کی کتابیں تصنیف کیں۔ اور حضرت کے شمائل و سوانح عمری و معجزات و ولادت مفصل و مجمل لکھ کر یادگار دنیا میں چھوڑ گئے۔

حدیث صحیح مسلم شریف میں وارد ہے۔ کہ جو شخص دین میں نیک چال نہی نکالے گا۔ تو اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے۔ بلا کم و کاست اس کا اجر اسکو ملیگا۔ اور جو شخص کفر میں بُری چال نہی نکالے گا۔ تو اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے۔ بلا کم و کاست سب کا گناہ

اس کے ذمہ ہوگا۔ یہیں سے ثابت ہوا کہ تمام بدعتیں سیئہ نہیں ہوتیں۔ بلکہ بعض حسنہ بھی ہوتی ہیں۔ اور انکو ملحق بالسنہ کہتے ہیں بدعت ضلالتہ کا مطلب یہ ہوا۔ کہ جو بدعت سیئہ ہے۔ وہ ضلالت ہے۔ چنانچہ اس مضمون کی حدیث ترمذی سے نقل کر کے مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے۔ ومن ابدع ضلالتہ لا یرضاہا اللہ ورسولہ۔ جس شخص نے نکالی کوئی بدعت سیئہ ضالہ تو نہیں ہے اس سے (اللہ اور رسول اسکا) اس حدیث میں صاف بدعت ضالہ کی قید موجود ہے اور یہ قید بدعت ضالہ کی اس لئے ہے۔ کہ بدعت حسنہ اس سے خارج ہے۔ اگر تمام بدعتوں کو سیئہ ہی کہا جائے۔ تو صرف و نحو وغیرہ کے بڑھنے کو اور قرآن شریف کے اعراب کو اور صحاح ستہ والوں کی تحقیق کو اور ہلالہ بریانی وغیرہ کے پکانے اور کھانے کو بدعات سیئہ واجب الاجتناب کہنا پڑے گا اور حدیث میں سن فی الاصلہ سنۃ حسنۃ۔ وغیرہ کا منکر ہونا پڑیگا۔ خود باللہ منہ۔ خدا ہم مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے۔ (خادم اسلام۔ میر عبد الغفور ملتان) (ماخوذ)

حزب الانصار کی مالی حالت

ماہ نومبر ۱۹۳۲ء سے جون ۱۹۳۳ء تک کے گوشوارہ نمائے مغل فارح اس فیہ بعض اکابر کی علوم شائع کئے جاتے ہیں۔ جن مشکلات اور مصائب سے کارکنان کو واسطہ پڑ رہا ہے۔ اسکا حال خدا ہی جانتا ہے اور اعلیٰ عزیز یہ میرہ اسد فطاری لحاظ سے کامیابی کے اعلیٰ مدارج پر ہے۔ تہذیب و تعلیم و ریش کے لحاظ سے اسکا انتظام کل سوچا ہے۔ مگر مصارف کی طرف اطمینان نہ تو کی وجہ سے ابھی ہستی معرض خطر ہے۔ اسد فہ سابقہ وضعہ ملا کر کل چھ سو ستائیس روپیہ چار آنہ نو ماہی واجب الادا۔ جنکا فوراً ادا کرنا ضروری ہے۔ آخری اپریل شائع کی جا رہی ہے۔ ڈیڑھ سال کے عرصہ میں درمہ بام ترقی پر پہنچ چکا ہے۔ اب قوم کافرن جو کہ اسوجھالیں نہ بحالت موجود اسکا قائم نہ تھا حال ہے۔ تاہن کام میں سے ہر صاحب کیمت میں اتنا ہے۔ کہ ایک دفعہ آخری سعی غل میں لائیں اور اپنی عمدہ و ارادہ سے مطلع فرمائیں۔ جہلا رکان حزب الانصار کافرن ہیں۔ کہ اس خالص دینی ورگہ کو مدد نہ ہونے دی۔ حالانکہ یہی کیا اسل پہل کے جواب کا منتظر رہیگا۔ تاکہ

ظہور احمد بکوی کان شدہ کہ صد جمعیت حزب الانصار بھیرہ

گوشواره مداحان محل حزب انصار بھیرہ ۔ ایسک ماہ نمبر ۱۹۳۰ء تا اس ماہ جون ۱۹۳۱ء

کتابفہرست

نام ماہ نمبر	ماہوری سال		والاعلام کا ذکر والام		چند ارکان		جلسہ تبلیغ		میزان کی	
	پانی	روزہ	پانی	روزہ	پانی	روزہ	پانی	روزہ	پانی	روزہ
دسمبر ۱۹۳۰ء	۰	۱۴	۳۲	۰	۰	۰	۲۹	۰	۱۴	۷۹
دسمبر ۱۹۳۰ء	۰	۴	۲۲	۰	۱۲	۵۸	۲	۴۵	۲	۲۹۴
جنوری ۱۹۳۱ء	۰	۸	۴۶	۰	۱۲	۲۳	۱	۱۲	۰	۱۷۰
فروری ۱۹۳۱ء	۰	۹۲	۰	۱۲	۰	۵۴	۰	۰	۰	۱۵۴
مارچ ۱۹۳۱ء	۰	۶	۴۱	۰	۱۲	۲۲	۰	۰	۰	۴۵
اپریل ۱۹۳۱ء	۰	۲	۱۱	۰	۸	۲	۰	۰	۰	۵۰
مئی ۱۹۳۱ء	۹	۱۶	۰	۱۴	۰	۱۸	۰	۰	۱۲	۵۰
جون ۱۹۳۱ء	۰	۴	۴۲	۰	۲	۱	۰	۰	۳	۵۰
میتان کل	۰	۱۰	۲۲۲	۲	۱۰	۲۴۵	۰	۱۲	۱۰۶	۹۸۶

گوشواره مختار حذب انصار بھیرہ از یک نمبر ستمبر تا ۳۱ ماہ جون ۱۹۲۱ء

کثیفیت	میزان کل		مفق		تبلغ		درالعلوم و طب و العلوم		ماہواری رسالہ		اہم ماہ ستمبر
	آز	پانی	آز	پانی	آز	پانی	آز	پانی	آز	پانی	
	۱۲	۰	۱۰	۰	۱۵	۷۷	۴۸	۵	۷۷	۷۷	ماہ نومبر ۱۹۲۱ء
	۳	۰	۰	۰	۷	۰	۵	۰	۰	۰	ماہ دسمبر ۱۹۲۱ء
	۳۵۴	۱	۲	۱۰	۱۲۷	۱۲	۷۲	۱۵	۱۲۷	۱۲	ماہ جنوری ۱۹۲۲ء
	۱۸۷	۲	۷	۵	۰	۰	۵۲	۲	۱۲۷	۱۱	ماہ فروری ۱۹۲۲ء
	۴۵	۱۳	۳	۲	۰	۰	۲۸	۹	۱۳	۱۲	ماہ مئی ۱۹۲۲ء
	۵۵	۱۰	۳	۱	۰	۰	۳۲	۸	۲۱	۱۲	ماہ جون ۱۹۲۲ء
	۴۵	۱	۱	۲	۰	۰	۳۱	۸	۱۱	۱۱	ماہ جولائی ۱۹۲۲ء
	۱۰۵	۱۲	۳	۲	۰	۰	۵۰	۷	۲۵	۲	ماہ اگست ۱۹۲۲ء
	۲۱۵	۹	۲	۰	۰	۰	۷۰	۱۲	۱۵۴	۱۰	ماہ ستمبر ۱۹۲۲ء
۱۴۵-۱۵۰	۱۲۵۲	۲	۲	۱۱	۱۴۵	۳	۳۹۹	۵	۵۸۹	۱	میزان کل

تنقید

فیض المثلان فی معارف القرآن

مولف شیخ غلام حیدر صاحب ہیڈ ماسٹر مقیم سرگودھا
جم ۱۱۶ صفحہ چھپائی و کھائی اعلیٰ کاغذ عمدہ سرورق

نہایت خوشنما معارف قرآن اور تفسیر نکات کا بے بہا مجموعہ۔ حال ہی میں طبع ہو کر ہمارے پاس
بغرض تنقید موصول ہوا۔ کتاب کے ۱۳ فصل ہیں جن میں قرآن مجید کے معجزہ ہونے پر زبردست
دلائل۔ قرآن کا خاتم کتب سماوی ہونا۔ حقوق اللہ و فلسفہ متعلقہ زکوٰۃ کی فلاسفی۔ روزہ کے اسرار
رج کے اسرار۔ فرقہ اہل قرآن کے رد میں عقلی و نقلی دلائل۔ عقائد اسلامیہ کے متعلق عذاب قبر۔
بقائے عالم آخرت۔ جنت و دوزخ حشر اجساد کا ثبوت اور ان کا فلسفہ۔ قرآن میں انبیاء کے
تذکروں کا فلسفہ۔ حضرت آدم علیہ السلام کے ذکر میں ۳۰ اسرار و معارف عجیبہ۔ حضرت نوح
علیہ السلام کے ذکر میں ۲۰ اسرار و معارف۔ غرض کئی اسرار بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے پیشتر مسٹر
محمد علی میرزا علی امیر جماعت میرزا ثانیہ لاہور کے انگریزی ترجمہ قرآن پر کشف الاسرار کے نام سے ایک
تنقید شیخ صاحب مدد و رح کی طرف سے مقبولیت عام حاصل کر چکی ہے جس میں میرزا میوں
کی تفسیر بالائے یا تحریف معنوی اور عقلی ڈھکوسلوں کی خوب قلعی بکھولی گئی۔ کشف الاسرار بھی
ایک روپیہ میں مصنف مدد و رح سے مل سکتی ہے۔ فیض المثلان کے بہت حقوڑے نسخے طبع کرائے
گئے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ رکھی گئی ہے۔ شائقین جلدی درخواست بھیجیں۔
ملنے کا پتہ ۱۸۸۔ شیخ غلام حیدر سابق ہیڈ ماسٹر مقیم سرگودھا۔

حنفیت کی تائیدی زبردست کتابیں

رواۃ ثمان عشریہ: شیعوں کی کتب کے حوالہ سے ان کے خود ساختہ عقائد کا رد۔ اس کے مطالعہ
سے شدید مبہوت رہ جاتے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ان کسی شیعہ کے فریب
میں نہیں آ سکتا۔ حجم ۶۶۴ صفحہ قیمت ۷ روپے

آئینہ مذہب شیعہ، کہو میں سجاوٹ کیلئے بڑے قطعہ کی طرز پر تیار کیا گیا ہے۔ شیعہ مذہب شیعہ مذہب کے سربستہ رازوں کا انکشاف کر نیوالا۔ اصول و فروع مذہب بتا نیوالا۔ شیعوں کے گھناؤنے مسائل مع حوالہ صفحہ سطر و کتاب بیان کئے گئے ہیں۔ سائیز ۲۰۲۲

قیمت
حقیقت تشیع، مسئلہ تقیہ کی حقیقت، اور شیعہ مذہب کی مکمل تردید قیمت ۱
جم ۱۰۰ صفحہ۔ علماء ہند و سندھ و عرب و عجم کا متفقہ فتویٰ در
اختلاف مذہب بارہ ارتداد و روافض و میراثیاں۔ حنفیوں کے ہاتھ میں تیغ برآں
اور سیف قاطع کا کام دیتا ہے۔ بے شمار مسائل و مضامین کا نادر مجموعہ ہے۔ اردو زبان
میں آج تک ایسا جامع فتویٰ کبھی بھی طبع نہیں ہوا۔ اسکی اشاعت سے باطل کی رگ کٹ
گئی۔ ہندوستان کے شیعہ اس رسالہ کے خلاف حرکات مذہبی کا اظہار کر رہے ہیں بہت
تھوڑے نسخے باقی رہ گئے ہیں۔ زیادہ تعداد میں خرید کر اپنے علاقہ میں مفت تقسیم کریں۔ باوجود
استدراج امت و فوجیوں کے قیمت

ص ۶

دُر دُعا کی پیل

پیار حنفی بھائیو! تمہارے سادہ لوح افراد کے متاع ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے بیسیوں
اخبارات و رسائل شیعہ و میرزائی انجمنوں کی طرف سے جاری ہیں۔ ذاکر دوا غلط و عرض
ہند میں دورہ کر کے الحاد و کجروی کی دعوت دے رہے ہیں پنجاب کے دیہات میں فقیر و
پیر و سید کے بھیس میں ہزاروں شیطان اپنا نام مکر و تزویر پھیلانے لگے گری کا بیج بوری ہے ہیں۔ ان
حالات میں کیا آپ کا فرض نہیں۔ کہ چرم اسلام کو بلند رکھیں۔ عقائد حقہ اسلامیہ کی تبلیغ
کریں۔ باطل کے حملوں کا زوردار مقابلہ کریں۔ کفر کے پاؤں کی جگہ نہ جمنے دیں۔ آہ! تمہاری
غفلت۔ لا پرواہی بے حسی۔ اور بے غیرتی رنگ لارہی ہے۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اخلاق و اعمال بگڑ گئے۔ عقائد بدل گئے۔ جسم اسلام کے اعضا کاٹ کر کفر سے جا ملے۔ اضلاع جھنگ۔ شاہ پور۔ میانوالی و ملتان یہ جا کر دیکھو کل جو شناخون رسول صلعم تھے۔ آج وہ بدگویاں صحابہ کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ قیامت کے تم سے اس غفلت کا جواب طلب کیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

دنیا کو دین پر ترجیح دینے والے۔ ہادیت میں غرق اتحادین المسلمین کے علمبردار چشم بصیرت سے ان حالات کا مشاہدہ کریں۔ اور ٹھنڈے دل سے ان واقعات پر غور کریں۔ السلاکت عن الحق شیطان اخرس۔ (سچی بات کہنے سے چپ رہنے والا لنگا شیطان ہے۔) قل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اذا اظهرت فتن وسب صحابی فلیظہر العالم علما فمن لم یفعل ذالک فعلیہ لعنة اللہ والمملکة والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صفا و عدلا۔ (رواہ الخطیب البغدادی والجامع)

فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جب ظاہریوں فتن اور میرے صحابہ کی بدگوئی کی جائے۔ تو عالم کافر من ہے۔ کہ اپنا علم ظاہر کرے۔ جو ایسا نہ کرے۔ اس پر خدا کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل صدقہ و خیرات قبول نہ کریگا۔

پس اسے گر وہ احناف اس و عید سے بچو۔ ہندوستان بھر میں صرف دو رسائل النجم لکھنؤ۔ اور رسالہ شمس الاسلام بھیرو رفاہی کے حملوں کے دفاع کیلئے اہلسنت کی طرف شائع ہو رہے ہیں۔ مگر دونوں کی تعداد اشاعت اس قدر خطرناک طور پر کم ہے۔ کہ ان کا زہرہ رہنا معجزہ سے کم نہیں۔ اس سے پہلے کئی رسائل قوم کی بے اعتنائی کا شکار ہو چکے ہیں۔ خدا۔ اپنے اپنے حلقہ اثر میں پڑھے لکھے سنی اصحاب کو ان کا خیر دینا کر خدمت اسلام میں حصہ دو۔ رسالہ شمس الاسلام کے متعلق بارگاہ توحید دلائی گئی۔ مگر تمام مساعی لا حاصل ثابت ہوئیں۔ جملہ خیربادوں کا زہر چنہ بشک جہاں کے مصارف کیلئے ملتی ہوگا۔ رسالہ کے مدیر و منبجہ بلا معاوضہ کام کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود مصارف طباعت۔ کتابت و غیرہ کیلئے ہر ماہ وقفہ حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اپنی طرف سے پوری کوشش رسالہ کو وقت پر نکالنے کیلئے کی جاتی ہے۔ مگر روپیہ کی قلت کی وجہ سے ہر ماہ ہفتہ ڈیڑھ کی تاخیر ہو جاتی ہے۔ رسالہ یہاں سے ہر خیردار کے نام

احتیاط سے روانہ کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود شکایات موصول ہو رہی ہیں۔ کہ رسالہ نہیں ملتا۔
مجھک ڈاک کے بعض کارندوں کی بددیانتی خصوصاً دیہاتی چھٹی رسالوں کی شرات سے
کوئی رسالہ یا اخبار محفوظ نہیں۔ اس مجھک ظلم کا نتیجہ خریداروں کی بددی۔ بد اعتمادی کی صورت
میں ظاہر ہوتا ہے۔ بعض خریدار غصیف غضب میں بہت کچھ نامناسب الفاظ اپنے خطوط میں
تحریر فرمایا کرتے ہیں۔ مجھک ڈاک ڈاک کے اس ظلم کی تلافی غریب کارکنان رسالہ سے ناممکن ہے
اب جس خریدار کو جتنے رسالے نہ ملے ہوں۔ وہ ان رسالوں کے نمبر تحریر کر کے دوبارہ منگوا
سکتے ہیں۔ اور اپنے حلقہ کے چھٹی رسانی کو تہیہ کرنا۔ ایک بیزنگ شکایتی خط بنام پوسٹ ماسٹر
جنرل لاہور لکھنا مفید ثابت ہوگا۔ اس رسالہ کے ضائع جلنے کی وارداتوں میں کمی کی توقع
ہو سکتی ہے۔

آخری گذارش

کارکنان رسالہ علی بے بضاعتی کے باوجود اپنی طرف سے رسالہ کو کامیاب بنانے کیلئے پوری
قوت صرف کر چکے ہیں۔ رسالہ کو زیادہ مفید اور دلچسپ اور ہر دلخیز بنانے کیلئے قارئین کو
کی امداد درکار ہے۔ مالی حالت درست نہ ہونے سے طبیعت پریشان رہتی ہے۔ اسوقت
تعداد اشاعت اس قدر کم ہے۔ کہ اس کے ذکر کرنے شرم و احتیاج ہے۔ اغیارشادان و فرحان ہیں
رسالہ جارج سنہری کی طرح ٹٹھار رہا ہے۔ ماوسطائیں روپیہ کا خسارہ ناقابل برداشت ہے۔
اہل قلم قلمی اعانت سے پہلو تہی فرما رہے ہیں۔ مضامین کا معاوضہ خالق فکر سے طلب کر نیوالے
بہت کم لوگ ہیں۔ مضامین خرید کرنا کارکنان رسالہ کے لئے محال ہے۔ اس لئے ہر خریدار پر برد
درود دل رکھنے والے غیر تنگ خدمت میں آخری درخواست ہے۔ کہ بلند اپنی مساعی چند روز کے
لئے جریدہ مسن الاسلام کے لئے وقف فرما دیجئے۔ اور کم از کم پانچ خریداروں کا چہرہ ایک ماہ کے
اندھ بھوکے صدرے حق کو بلند رکھنے میں ہماری امداد فرمائیں۔ اہل ثروت اشخاص عزاداروں میں
کے نام رسالہ جاری کر کے تبلیغی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ والالعلوم عزیز یہ جان

اور ابھی حزب الانصار کو مالی مشکلات سے نجات دلا سکتی ہے۔ حزب انصار کے غریب ارکان اپنی ہمت و طاقت سے بڑھ کر کام کر دکھایا۔ اب تمام کاموں کو باقی رکھنا۔ ان اسلامی پودوں کی آبیاری کرنا قوم کے ذمہ ہے۔ ہم..... نے اپنا فرض ادا کر لیا۔ وما علینا الا البلاغ۔

ماہ ستمبر کے پرچہ میں انشاء اللہ اردو کنندگان کے اہم کارنامی اور اس اپیل کے نتیجے سے قارئین کو اطلاع دی جائے گی۔ ایک ماہ کے اندر اگر دوسو بھی خریدار ہمتی ہو گئے۔ تو رسالہ کے موجودہ مشکلات کا خاتمہ ہو جائیگا۔ وَمَاذَ اللّٰهُ عَلٰی اللّٰهِ لِعَجْرِیْ۔
الْمَلِئَاتُ

صدر۔ ناظم دار کان حزب انصار۔ بھیرہ پنجاب

امتحان مولوی

پنجاب یونیورسٹی کا نتیجہ

اگر دفعہ دارالعلوم عزیز یہ بھیرہ کی طرف سے غلام حسین طالب علم نے مولوی کا امتحان پاس کر کے پنجاب یونیورسٹی سے سند مولوی حاصل کی ہے۔

اطلاع

ہمارے ہاں قسٹم کی اعلیٰ ترخط لکھائی مثلاً۔ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ پشتو۔ کا نہایت اعلیٰ انتظام کیا گیا ہے۔ مصنفین۔ خصوصاً کتب فروشوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر آپ کو نہایت کتابت کا منظور ہے۔ تو منیجر دفتر رسالہ شمس الاسلام سے بذریعہ خط کتابت اجرت کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔

المشترکہ منیجر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ پنجاب

الٹا چور کو توال کو ڈانٹے

تم قتل بھی کرتے ہو تو چرا نہیں ہوتا۔ ہم نقل بھی کرتے ہیں تو بٹتے ہیں مفتن
(۱) اصول کافی کتاب الحجۃ ص ۹۶ باب مولد علی بن حسین۔ فقال امیر المومنین لیس
ذالک لک خیر ہا رجلہ مسلمین واجلہا بنفسہا فخیروا فاجازت حتی وضعت
یدہا علی راس الحسنین فقال امیر المومنین ما اسمک فقالت جہان شاہ
فقال لہا امیر المومنین بل شہ بانویہ ثم قال للحسین یا ابا عبد اللہ لیلان لک
منہا خیر اهل الارض خلذت علی بن حسین:-

اس کا باقل المم باقر ہے۔ وہ فرما رہا ہے۔ کہ جب حضرت عمر کے لشکر مجاہدین اسلام
نے ایران پر فتح پاکر مال غنیمت کو لئے آئے۔ اس میں ایک یزدجرد بادشاہ ایران کی
لڑکی بھی تھی۔ تو حضرت علی نے امیر المومنین عمر فاروق کو مشورہ دیا۔ کہ اس لڑکی
کو اس کا اختیار دے دو۔ کہ مہمانوں میں سے وہ جس کو پسند کرے۔ اسی
کے حوالہ ہو۔ تو اس لڑکی نے جناب حضرت حسین کے سر پر ہاتھ رکھا۔ چنانچہ
اسی کے حوالہ ہوئی۔ اس کے بعد حضرت علی نے فرمایا۔ نہیں بلکہ آپ کا نام (شہر بانویہ)
ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اسی کے بطن سے علی بن حسین یعنی زین العابدین پیدا ہوئے۔
جانتا چاہیئے۔ کہ جہاد میں کفار سے جھگڑے مرد عورتیں گرفتار کر کے لائیں جاتے ہیں۔
وہ لوندی اور غلام بن جاتے ہیں۔ خواہ اس میں کوئی یزدگرد نوشیرواں کی لڑکی ہو۔ یا قیصر
اور فاقان کی قیدی اور مال غنیمت کی حیثیت سے ان کو غلام اور کنیز ہی کہا جاتا ہے
اور حکم خدا اور رسول یہی حکم قیامت تک جاری رہے گا۔ اب اس واقعہ
میں اگر شیعہ برادران وطن کو کوئی اعتراض ہو۔ تو حضرت باقر پر کر سکتے
ہیں۔ کہ انہوں نے کیوں اپنے والد ماجد کا حال صاف صاف بیان کر دیا۔
(۷) امام ہفتم موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بھی خدا کے فضل سے کنیز کے
نادرہ ہے جس کے والدہ ماجدہ کا نام نامی (حمیدہ) ہے۔ ملاحظہ ہو۔ کافی

کتاب الحجۃ ص ۳۰۳ :-

اس نے متعلق ایک لمبا چڑا حدیث کتاب مذکورۃ الصد میں مندرج ہے۔ جس کا خلاصہ ترجمہ حسب ذیل ہے۔ امام باقر کا بیٹا جعفر حب لائق ازدواج ہوا۔ تو اس کی واسطے ایک لونڈی حمیدہ نام بازار سے سترہ دینا پر خریدی گئی۔ جس سے ۵۰ روپیہ بنتے ہیں۔ پھر اس لونڈی سے حضرت باقر نے بچھا تھا را نام کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ حمیدہ پھر بچھا کہ آپ بارہ میں یا ثنیہ (ثنیہ اس عورت کو کہتے ہیں جو شادی کر کے اپنے شوہر سے پاس رہی ہو)۔ تو اس نے کہا کہ بارہ۔ امام صاحب نے تیسری دفعہ فرمایا کہ بردہ فروشوں محفوظ رہنا بہت مشکل ہے جب تک کہ وہ فساد برپا نہ کریں۔ مگر حمیدہ نے جو بارہا کہیں خدا کی مہربانی سے بچ گئی ہوں۔ الغرض اس لونڈی کو امام باقر نے اپنے بیٹے جعفر کے حوالہ کیا اور اس سے پیدا ہوا موسیٰ کاظم (جو امام ہفتم کے لقب سے مشہور ہیں)۔ اب ہم انجمن اصغریہ لاہور۔ اور اس کا جنرل سیکریٹری نذیر آبادی کہ حضرت کاظم کنیز کا زادہ ہونے کے علاوہ جو سوال و جواب اس کے دادے باقر صاحب کا حمیدہ کنیز کیا تھے ہوئے اس سے کیا نکلتا ہے۔ اور یہ چھنا کہ آپ بارہ ہیں یا ثنیہ اور یہ الفاظ (آخر میں انت ابکی ام نکتہ قالت بکر قال و کیف لا یقع فی ایدی الخنثاسین شی الا افسد کا)

اس کا آپ خود ترجمہ کر کے ہمیں بتائیے کہ یہ الفاظ حقارت آمیز ہیں یا نہ اور اس کے متعلق بھی آپ بشرح صدر امام باقری پر اپنا بجا غلیظہ نکال سکتے ہیں۔

(۳) رافضہ کا امام ہشتم رضا جس کا اصلی نام ہے۔ علی بن موسیٰ یہ بھی کنیز کا زادہ ہے جس کا نام ناعم (ام البنین) ہے۔ ملاحظہ ہو۔ اصول کافی کتاب الحجۃ ص ۳۱۱ اس کا قصہ خود امام کاظم کی زبانی حسب ذیل ہے۔ ایک شخص بردہ فروش نے افریقہ سے کچھ لونڈیاں فروخت کئے لئے مدینہ میں لئے آئے تھے۔ امام کاظم نے ہشام میرا حمر کو اپنے ساتھ کر کے خریداری کی عرض سے اس بردہ فروش کے پاس گیا۔ اس نے سات نفر لونڈیاں دکھلائیں مگر کاظم صاحب کو پسند نہ آئیں۔ مزید دریافت پر سوداگر نے ان کو ایک مینار لونڈی

کا اقبال بھی کیا۔ اس کے بعد موسیٰ کاظم اپنے گھر واپس چلے گئے۔ لیکن صبح شام کو بھیجکر اس بیار لوٹدی کو خرید لیا۔ اس پر اس بردہ فروش نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کل کون آیا تھا۔ شام نے جواب دیا۔ وہ بنی ہاشم میں سے ایک آدمی تھا۔ اس نے دوبارہ جب نام پوچھا تو ہاشم نے جواب دیا۔ کہ اس سے زیادہ مجھے علم نہیں۔ اس پر سوداگر مذکور بول اٹھا۔ کہ اس لوٹدی کو میں نے جنس افریقہ سے اپنے لئے خرید کر کے جب لارہے تھے۔ تو راستہ میں ایک یہودی عورت ملاقی ہوئی۔ اس نے دیکھتے ہی کہدیا۔ کہ یہ لوٹدی آپ کے پاس نہیں رہے گی۔ بلکہ ایک ایسے شخص کی بی بی بنے گی۔ جو تمام روئے زمین پیپ سے افضل ہوگا۔ اور پھر تھوڑے عرصہ میں یہ بچہ جنے گی۔ جس کا مثل مشرق اور مغرب میں نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

یہ اس حدیث مولوی کا خلاصہ ہے۔ جس کا اوپر میں نے حوالہ دیا۔ اس سے جو کچھ مستنبط ہوتا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ اول یہ کہ امام رضا اپنے والد صاحب کے قول کے مطابق کثیر ک زادہ ہیں۔

دوئم یہ کہ وہ حبش تھی۔ جو افریقہ ملک مغرب سے خرید کر کے لائی گئی تھی۔

سویئم۔ یہ کہ ایک یہودی عورت جو درحقیقت شیعہ تھی۔ اس کی دو غیب کی باتوں کی تصدیق سے رافضیہ پر یہ الزام پایہ ثبوت کو پہنچ گیا۔ کہ ان کا اس قرآن پر ایمان نہیں۔ یہود نے نے کیا کیا۔

الف۔ حمید کے نکاح کا قبل از وقت مفصل حال سنایا۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے (وما قلدی نفسی ما ذا انکسب غداً)۔

ب۔ کافر یہود نے اس کے عظیم التقیر بیٹے ہونے کی بشارت بھی دی۔ اور یہ امر بھی قرآن شریف کے برخلاف ہے۔ چنانچہ خداوند خدا فرماتا ہے۔ (ويعلم ما فی الارحام کمریرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کہ کسی عورت کے رحم میں کیا ہے۔

(ج) اور کافر یہود کی یہ دو پیشین گوئی بھی کلام اللہ کے برخلاف ہیں (فلا یظہر غیبی احد الا من اراد ففی من المرسلون)۔ یعنی خدا کے تعالیٰ اپنی غیب کی بعض باتوں پر اپنے رسول کو آگاہ فرماتے ہیں۔ حالانکہ یہود کافر تھے۔ مومنہ بھی نہ تھی۔ مگر شیعوں کو جب

قرآن کا پاس ہی نہیں۔ لہذا وہ مجبوعہ میں۔ کہ طرح طرح کے حیثیوں سے روایتیں بنا بنا کر قرآن مجید کی تفسیر کرتے رہتے ہیں۔ اب رہا یہ امر کہ کیا۔ امام رضا کی والدہ ماجدہ واقعی جشن تھی۔ یعنی جشن قوم سے تھی۔

کیمیائے سعادت امام محمد غزالی کے ص ۲۶۴ پر ذیل عبارت درج ہے۔ جو لفظ بلفظ نقل کیا جاتا ہے۔ علی ابن موسی الرضا رضی اللہ عنہ رازنگ سیاہ چروہ بود۔ و بر در خانہ او در نیش پور گریا بود۔ چون او گریا بہ شدے خالی کروندے۔ یکروز خالی کروند و او در گریا بہ رفت و حامی غافل ماند و روستائی در گریا بہ رفت و او را دید نداشت کہ ہندوی است از خادمان گریا بہ گفت برخیز و آب بیاور۔ بیاورد و گفت برخیز و گل بیاور و ہمچنین اورا کار میفرمود۔ و او میکرد۔ چون حامی بیاور آواز روستائی شنید کہ بیا حدیث میکرد و بر سید دیگر بحث چوں بیرون آمد گفتند حامی گریخت از ہمیں واقعہ گفت بگو مگرین کہ جرم آزار است کہ تخم فرزند بنزدیک کینزد کے سیاہ بہباد۔

نوٹ :- ہندی برادران کے لئے اس کا اردو ترجمہ ضروری ہے۔ تاکہ ان کو پوچھنے کی حاجت نہ رہے۔

کتاب کیمیائے سعادت۔ امام محمد غزالی کے ص ۲۶۴ پر حسب ذیل عبارت اس کے اظہار نیک خوئی کے عرض سے درج ہے۔

علی بن موسیٰ رضا کا رازنگ کالا تھا۔ اور اس کے دروازہ کے سامنے نیشاپور میں ایک حمام تھا۔ جب وہ نہانا چاہتے۔ تو ان کے لئے حمام کو خالی کر داتے تھے۔ ایک روز خالی کیا گیا۔ اور وہ اس میں داخل ہوئے۔ حامی غافل تھا اس درمیان میں ایک دیہاتی آیا۔ اور نہانے کیلئے حمام میں گھس گیا۔ جب اس نے حضرت رضا کو دیکھا گان کیا کہ یہ حمام کے غلاموں میں سے کوئی غلام ہے۔ تو اس گنوار نے کہا اٹھو پانی لیاؤ۔ اس نے پانی حاضہ کیا۔ پھر کہا اٹھو مٹی لیاؤ۔ اسلیطرح ہر چیز کا حکم دیتے رہتے۔ اور جناب موصوف بجا لاتے رہے۔ اس حالت میں حمامی آیا۔ اور اس نے اس سارے واقعہ کو معلوم کر کے خوف کے مارے بھاگ گیا۔ جب صاحب ممدوح باہر نکل آئے۔ تو لوگوں

نے عرض کیا کہ حامی اس واقعہ کی وجہ سے ڈر کر بھاگ گیا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا۔ اس کو کہو نہ بھاگے۔ جرم دراصل اس کا ہے۔ جس نے اپنے بیٹے کا تخم کالی لونڈی کے ہاں رکھ دیا۔ ابو بھدانی اور اس کے دیگر پر جوش مجروح کے مجاہد میں بطرح سے آیا ہوگا اگرچہ میں تو میں سے کہہ رہا ہوں تو زبان میں بھی اس واقعہ صادقہ کو بقید تحریر لا سکتا ہوں۔ غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ آیا عظیم الشان امام جو الفاظ خاقانی سے

امام ضامن نامن حرمیش چوں حرم امن
زین بر حکم اوساکن۔ فلک بر امر او پو یا
بس آیا فرماں رواٹے زمین و آسمان تو لونڈی زادہ ہو۔ اور وہ بھی حبش مقابلہ
مہدی اگر فرنگن لونڈی زادہ ہوا۔ تو کون سا مضائقہ۔ حبشی قوم سے فرنگی تو بہر حال فوقیت
رکھتے ہیں۔ کیونکہ فی الحال بھی ایک فرنگی قوم ہے۔ جو آپ پر حکمران اور آپ ان کے غلام
بے دام ہیں۔ بلکہ قریب قریب آپ کے اولی الامر ہیں۔ ملاحظہ ہو آپ کے رئیس المناظرین
ڈاکٹر نور حسین بنجالی کا رسالہ ظهور المہدی ۵۵ شیعینان و مہمان حیدر کرار غیر مزار
سرکار عالیہ برٹش گورنمنٹ کے تحقیقی و قادیار و بالندار ہیں۔ حصہ ملک مظہم قیصر مہند
کو سیہ خدمات دیتے ہیں۔

اندریں صورت انجمن اصغریہ کا فعل در آتش ہونا کن وجوہات سے حق بجانب ہو سکتا
ہے۔ سچے اماموں نے اپنے واقعات پیدائش کج کج بیان فرمادے ہیں۔ اگر آپ
شیعیان علی کے نزدیک ان کے یہ بیانات جھوٹے اور کذب محض ہیں۔ اور خدا
نخواستہ آپ اس پر تبرا بھیجنے کے لئے آمادہ ہیں تو ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں
جہاں آپ تمام اصحاب رسول اللہ پر عداوت و اوج مطہرات پر روزمرہ صلواتیں بھیج
رہے ہیں۔ وہاں ان پر بھی اپنے بخارات غلیظ نکال کر اپنے اعمال کی سیاہی پر پاشش
دیں تو آپ کے منہ کو کون بند کر سکتا ہے۔ مگر یاد رکھیں۔ کہ اس سرگزشت کے قاتل
خود امام مہتمم ہشتم ہیں۔ لیکن میں اس صورت میں آمین کہہ کر اپنے وعدہ پر قائم رہ
سکتا ہوں کہ اپنے لعن و طعن کے اعلان میں شیعہ یا رافضی امام کا لفظ بھی ضرور
غرض ہوں۔ کیونکہ میں رافضی اماموں کیساتھ ویسا ہی محبت رکھتا ہوں۔ جیسا کہ آپ

جیسا کہ آپ اصحاب ثلاثہ سلام اللہ علیہم کیساتھ رکھتے ہیں۔ ورنہ بصورت ثانی فیجی معاف
معاف رکھیں۔ اور وعدہ شکنی کے الزام میں مجھ غریب کج معنایان افغان کو نہ دھروں۔
میں اپنی صورت سے حتی الوسع صداقت سے کام لیتے سے کوشش کرتا رہوں گا۔ بجائے
اس کے کہ میرے برادران وطن شیوہ حقہ سوڈا وائر کا پوتل بنیں۔ وہ ٹھنڈے دل سے
واقعات پر غور کر کے عبرت پکڑیں اور رشتوں کو خیر باد کہہ کر صرف خدا اور اپنے عاقبت
کو ملحوظ رکھ کر عقل سلیم سے کام لیا کریں۔ بہر حال سچ سچ اور جھوٹ جھوٹ ہوتا ہے ہم
تو آفتاب نصف النہار کی طرح ایک امر آشکارا کر رہے ہیں۔

گزشتہ روز شنبہ ششم
چشمہ آفتاب راجہ گستاہ

(غلام احمد۔ بنگلش از ہنگو از کوٹا)

ضرورت ہے

حزب الانصار کے مقاصد کی اشاعت۔ و تبلیغ احکام دینیہ کے
لئے مبلغین کی ضرورت ہے۔ جو صاحب تقریر فرما سکتے ہوں۔ اپنی
درخواست جلدی بھیج دیں۔ مشاہرہ کا فیصلہ زبانی یا بذریعہ تحریر ہو سکتا ہے
رسالہ شمس الاسلام کے لئے خریدار بھی کرنے کے لئے ایسے سفیر و رکاز
ہیں۔ جو دورہ کر کے اس کی اشاعت کا حلقہ وسیع کر سکیں۔ ایسے حضرات
جلدی اپنی درخواست بھیج دیں۔ مشاہرہ کا فیصلہ زبانی ہو سکتا ہے۔
(ناظم حزب الانصار بھیرہ پنجاب)

نعتِ سید المرسلین

ہمارا تمہارا سہارا محمدؐ سرج المنیہ اپارا محمدؐ
 ہوئے دینِ منسوخ پہلے تمامی ہوا دینِ جب آشکارا محمدؐ
 گرے کوٹ کسریٰ کو حبش میں آکر بجای جب جہاں میں نقارا محمدؐ
 ہوا دورِ جگ سے اندھیرا کفر کا ہوا جبکہ روشن ستارا محمدؐ
 غریبوں کا مولیٰ یتیموں کا والی ہے دونوں جہاں کا سہارا محمدؐ
 ہو جب جانِ کندن کی تلخی زبان پر تو کلمہ پڑھانا خدا را محمدؐ
 قبر میں جو عاصی کے ہوگا اندھیرا تو آکر دکھانا نثارا محمدؐ

جہنم کو لیجائیں جب عاصیوں کو
 تو عیدی کو کرنا اشارا محمدؐ

احقر البشیر عبدی غفرلہ

مکمل انصاری الی اللہ

حزب الانصار ایسے مخلص کارکنوں کی جماعت ہے۔ جن کا مقصد وحید خدا کے
 و مسلمان ہیں۔ ہر مسلمان کے لئے اس کا داخلہ بھلا ہے۔ ہر وہ مسلم جس کے سینہ میں نواہی عمل
 موجود ہے۔ جو ملت اسلام کی زبوں حالی سے متاثر ہو کر عملی کام کرنے پر آمادہ ہو۔ اس کا
 فرض ہے کہ حزب الانصار میں شامل ہو کر ایک نظام کے ماتحت سرگرم عمل ہو جائے۔
اغراض و مقاصد

۱، اندرونی و بیرونی حلقوں سے اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ و اشاعت اسلام۔

۲، اصلاح رسوم و احوال و اشاعت علوم دینیہ۔

طریقہ کار ۱، اسلامی علوم کی تعلیم و تدریس کے لئے ایسے دارالعلوم کا اجرا جس میں
 طلباء و نئیات کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے مکمل عالم۔ مبلغ اور مناظر بن کر نکلیں۔ اور علوم
 کی ہدایت و تقویت دین کا باعث بنیں۔ ۲، ایسا کتب خانہ قائم کرنا جس میں علم و علوم
 فنون و دیگر مذاہب باطلہ کی کتب جمع کی جائیں جن کے مطالعہ سے مدین و مبلغین اور
 طلباء کی نظر غایہ اور خیالات عالی ہوں۔ اور عام شائقین ان کے مطالعہ سے مستفیض
 ہو سکیں۔ ۳، مبلغین و کارکنان کی ایسی جماعت کا قیام جو بذریعہ وعظ و تقریر عامہ مسلمان
 خصوصاً دیہاتیوں کو تبلیغ احکام الہی کریں۔ جس سے ان کے اخلاق و معاشرت
 کسبائش۔ رسوم و معاملات شریعت کے مطابق ہو سکیں۔

۴، اغراض مذکورہ بالا کی اشاعت کے لئے ماہواری رسالہ کا اجرا۔

ضرورت ہے فردوش مجاہدین کی جو مذکورہ بالا لائحہ عمل کی تعمیل کیے گا کارکنان حزب الانصار
 کا کام نہ بنائیں۔ یہ کام افراد کا نہیں بلکہ جماعت کے ذریعہ ہی سر انجام ہو سکتا ہے۔ جامع
 مسجد پھر میں دارالعلوم غزنیہ قائم ہو چکا ہے جس میں علم غریبہ اسلامیہ کی اعلیٰ تعلیم و تدریس طلباء کیلئے رہائش و
 خوراک انتظام موجود ہے پھر جمعیہ کتب خانہ کے قیام کیلئے خطرات پیش ہیں۔ یہ مندرجہ ذیل کتب دیگر
 وقفہ فراویں بطرح سے آسانی کیساتھ کتب خانہ قائم ہو سکیں گے۔ ۱، تعلیم و تدریس اور لادار تہجوں کی تعلیم تربیت جنہوں
 رہائش کیلئے خاص انتظام کیا گیا ہے مبلغین و دیہاتیں وہ کر کے نئی زندگی کی روح پھونک رہے ہیں۔ ۲، رسالہ
 شمس الانصار حزب الانصار کی طرف سے جاری ہے۔ ان تمام مضامین پر ۲۰ ماہوار زیادہ خرچ ہوا ہے حزب الانصار
 کے مفلس ہو سکیں مگر دولت بیتاب کارکن انجمن شریعت زیادہ صرف منتظر ہیں بلکہ اسلام کا فرض ہے کہ اس کا روبرو
 حصہ لیں۔ آگ میں آگ اور گرا پروانہ یہ کہنا ہوا۔ آئینہ سانہ آگر روایتی کا جوش ہے +

زادشیر که بانگ آید فلاں نمائند

دعوت عمل

نیکی کن غلبت شمار عمر

حرب الانصاف کے مفاد انراض و طریقہ عمل شرع کے تیسرے صفر میں درج ہے یہ سلمان کا فرض ہے کہ وہ سوجے کر کاہم اسلام اور انوں کے فائدے کے ہیں یا نہیں اگر میں تو کیا اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں حسب فوج حصہ لے۔ ذیل کے طریقوں آپ اس اسلامی بودے کی آبیاری فرما سکتے ہیں۔

اور دوسروں کو رکن بننے کی ترغیب دے کر اس کا حلقہ کار وسیع کیجئے۔

۲۔ اپنی زکوٰۃ۔ صدقہ و خیرات اگر ب نہیں تو اس کی بڑا حصہ دارالعلوم عمرانیہ کے غریب نادار طلباء میں تقاریر و عطا فرمائیں جسکی تعلیم تربیت خداکے لہائی کا ذمہ خیر انصار نے لے رکھا ہے۔

۳۔ عمارتوں کی مرمت و تعمیر اگر خیرین کے خیر انصار کو اسے مالی مضار سے سبکدوشی میں امداد دیجئے۔ نیز رسالہ کی اشاعت و بیچ کرنے کے لئے سعی فرمائیے کم از کم کوئی گاؤں آیا نہ ہے جس میں رسالہ نہ جاتا ہو یقیناً جانے کر رسالہ کا ہر کسی جگہ جانا ایک نیک کام۔ مسجع اور مناظر کے جانے کے برابر ہے۔

۴۔ بیجا میساکین غریب آوارہ مسلم بچے جہاں ملیں ان کو تعلیم و تربیت کے لئے دارالعلوم

۵۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کیلئے کم از کم چار سال کیلئے دارالعلوم غزنیہ میں بھیجیں چار سال میں معمولی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہوتی ہے۔ امانت مآجد کو منظور کریں۔ کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں۔ اور اپنے بچوں کو چار سالہ نصاب کی تکمیل کیلئے بھیجیں۔

۱۶) اہل فہم حضرات رسالہ کی علمی اعانت سے ذریعہ نہ فرمائیں۔ اور مختصر حضرات کا فرض ہے کہ کتابیں اپنے پاس سے یا خرید کر کتب خانہ خراب نصار کیلئے وقف فرمائیں تاکہ یہ صدقہ جاریہ کا کام لے سکیں۔ جن جن کتب کی ضرورت ہے وہ بذریعہ استفسار معلوم کریں۔

۷۔ اپنے علاقہ میں غیر مذاہب کی تبلیغی جدوجہد و دیگر کوائف سے مطلع فرماتے رہائیں اور اگر ضرورت ہو تو حزب انصار کے مبلغین طلب واکر تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام فرمائیں۔
۸۔ اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ تو شعبہ تبلیغ حزب الانصار میں ایسا نام درج کرائیں۔

العارض: ناظم حزب الانصار بھیرہ پنجاب،

جہنم کا اجر ایدیز پتر و پشتر شوہر پس گویا طبع ہو کہ قتل رسالہ تمس السلام میں ہے شائع ہوا
